ہفت روزہ

خدام الدین لاہور

بیادگار

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی

شیرانوالہ دروازہ لاہور

یکم نومبر سنہ ۱۹۶۳ء

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ◎ لاہور

ہدیہ ۲۵ پیسے

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اَسْرِعُوْا بِالْجَنَازَةِ: فَاِنْ تَكُ صَالِحَةً فَخَیْرٌ تُقَدِّمُوْنَهَا اِلَیْهِ، وَاِنْ تَكُ سِوٰی ذٰلِكَ فَشَرٌّ تَضَعُوْنَهٗ عَنْ رِقَابِكُمْ"، مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ وَفِیْ رِوَایَةٍ لِمُسْلِمٍ: "فَخَیْرٌ تُقَدِّمُوْنَهَا عَلَیْهِ"۔

ترجمہ! حضرت ابوہریرہؓ رسول اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں، کہ آپ نے ارشاد فرمایا، جنازہ کو جلد کر جاؤ، سو اگر وہ نیک اور صالح (کا جنازہ) ہے تو وہ بھلائی ہے، پہنچاؤ اس کو اس کی طرف، اور اگر وہ جنازہ اس کے علاوہ ہے تو وہ برائی ہے۔ اس کو تم اپنی گردنوں سے اتار کر رکھ دو۔ (بخاری ومسلم) اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ وہ بھلائی ہے جس پر تم اس کو پہنچا رہے ہو۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ "اِذَا وُضِعَتِ الْجَنَازَةُ فَاحْتَمَلَهَا الرِّجَالُ عَلٰی اَعْنَاقِهِمْ فَاِنْ كَانَتْ صَالِحَةً قَالَتْ: قَدِّمُوْنِیْ، وَاِنْ كَانَتْ غَیْرَ صَالِحَةٍ قَالَتْ لِاَهْلِهَا: یَا وَیْلَهَا اَیْنَ تَذْهَبُوْنَ بِهَا یَسْمَعُ صَوْتَهَا كُلُّ شَیْءٍ اِلَّا الْاِنْسَانَ وَلَوْ سَمِعَ الْاِنْسَانُ لَصَعِقَ" — (رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ)

ترجمہ! حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ جس وقت جنازہ تیار کر دیا جاتا ہے، پھر اس کو آدمی اپنی گردنوں پر اٹھا لیتے ہیں سو اگر وہ نیک آدمی کا جنازہ ہے، تو کہتا ہے کہ مجھ کو میری منزل کی طرف جلد لے چلو اور اگر وہ بدکار ہوتا ہے تو کہتا ہے اپنے لوگوں سے۔ ہائے ہلاکت وبربادی! کہاں کو لے جا رہے ہو؟ اور علاوہ انسان کے ہر ایک چیز اس کی آواز کو سنتی ہے اور اگر انسان اس آواز کو سُن لے تو یقیناً وہ بے ہوش ہو جائے (اس حدیث کو امام بخاریؒ نے ذکر کیا ہے)

فائدہ

جس وقت جنازہ کو دفن کرنے کے لئے لے کر چلیں، تو ذرا سرعت اور تیزی کے ساتھ چلنا چاہیئے، البتہ دوڑنا ٹھیک نہیں بلکہ معتاد چال سے ذرا قدم اٹھا کر چلیں۔ کیونکہ حدیث شریف میں سرعت سے یہی مراد ہے (واللہ اعلم)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "نَفْسُ الْمُؤْمِنِ مُعَلَّقَةٌ بِدَیْنِهٖ حَتّٰی یُقْضٰی عَنْهُ"، رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ: حَدِیْثٌ حَسَنٌ۔

ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہؓ... رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا مومن کی روح قرض کے سبب معلق رہتی ہے (جنت کے داخلہ سے) یہاں تک کہ اس کا قرض ادا نہ ہو جائے ترمذی نے اس روایت کو ذکر کیا، اور کہا حدیث حسن ہے

عَنْ حُصَیْنِ بْنِ وَحْوَحٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ اَنَّ طَلْحَةَ بْنَ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُمَا مَرِضَ فَاَتَاهُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَعُوْدُهٗ فَقَالَ: اِنِّیْ لَا اَرٰی طَلْحَةَ اِلَّا قَدْ حَدَثَ فِیْهِ الْمَوْتُ فَاٰذِنُوْنِیْ بِهٖ وَعَجِّلُوْا بِهٖ فَاِنَّهٗ لَا یَنْبَغِیْ لِجِیْفَةِ مُسْلِمٍ اَنْ تُحْبَسَ بَیْنَ ظَهْرَانَیْ اَهْلِهٖ (رَوَاهُ اَبُوْ دَاؤُدَ)

ترجمہ! حضرت حصین بن وحوح رضی اللہ عنہٗ بیان کرتے ہیں کہ طلحہ بن البراء بن عازبؓ بیمار ہوئے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان کی عیادت کے لئے تشریف لائے آپ نے فرمایا: کہ میں طلحہؓ کے متعلق نہیں خیال کرتا مگر یہ کہ ان کی موت کا وقت قریب آ گیا سو تم مجھ کو ان کی موت کا علم کرا دینا (یعنی جب فوت ہو جائیں تو مجھے اطلاع کرنا) اور اس کی تجہیز وتکفین میں جلدی کرنا۔ اس لئے کہ مسلمانوں کی لاش کے لئے یہ چیز زیبا نہیں ہے تاکہ اس کو اس کے گھر والوں کے پاس روکے رکھیں۔

عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا فِیْ جَنَازَةٍ فِیْ بَقِیْعِ الْغَرْقَدِ فَاَتَانَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَعَدَ وَقَعَدْنَا حَوْلَهٗ وَمَعَهٗ مِخْصَرَةٌ فَنَكَّسَ وَجَعَلَ یَنْكُتُ بِمِخْصَرَتِهٖ ثُمَّ قَالَ: "مَا مِنْكُمْ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا وَقَدْ كُتِبَ مَقْعَدُهٗ مِنَ النَّارِ وَمَقْعَدُهٗ مِنَ الْجَنَّةِ فَقَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَفَلَا نَتَّكِلُ عَلٰی كِتَابِنَا؟ فَقَالَ: اِعْمَلُوْا فَكُلٌّ مُیَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ لَهٗ وَذَكَرَ تَمَامَ الْحَدِیْثِ، (مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)

ترجمہ! حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ ہم ایک جنازہ کے سلسلہ میں بقیع الغرقد کے اندر تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے آپ بھی بیٹھ گئے اور ہم بھی

باقی صـ۱۸

ہفت روزہ

فون ٦٧٥٤٥

سالانہ چندہ ١١ روپے



لاہور

ایڈیٹر: مناظر حسین نظر

ششماہی چندہ ٦ روپے

جلد ٩ | یکم نومبر ١٩٦٣ء بمطابق ١٣ جمادی الثانی ١٣٨٣ھ | شمارہ ٢٦

سرکاری ملازمین اور بددیانتی

پاکستان میں سرکاری ملازمین کی اکثریت اپنی بددیانتی اور نااہلی کی وجہ سے جس حد تک بدنام ہو چکی ہے اس سے پاکستان کا ہر شہری بخوبی واقف ہے۔ یہ جملہ زبان زد خلائق ہے کہ پاکستان میں کسی سرکاری ملازم سے کام نکلوانے کے دو ہی ذرائع ہیں — "رشوت یا رشتہ" گویا کہ حرام خوری اور خویش پروری ہماری معاشرتی زندگی کا خاصہ بن چکی ہیں ان حالات میں سرکاری ملازمین کی تطہیر کوئی آسان کام نہیں ہے ہم کئی مرتبہ عرض کر چکے ہیں کہ کاروباری حضرات کی تطہیر سے ملازمین کی تطہیر کا کام بہت دشوار ہے۔ اگر ہماری حکومت اس مہم میں کامیاب ہو گئی تو یہ ایک زندۂ جاوید کارنامہ ہو گا۔

جہاں تک کاغذی کاروائی کا تعلق ہے۔ حکومت اس سلسلہ میں کئی اقدام کر رہی ہے۔ مگر دیکھنا یہ ہے کہ سرکاری ملازمین میں اس کا ردّ عمل کیا ہوتا ہے۔ ہماری رائے میں سرکاری ملازمین کی اکثریت حکومت کے لئے دردِ سر ثابت ہو رہی ہے — بخلاف اس کے قدم قدم پر مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ جن افسروں پر حکومت اعتماد کر کے قواعد و ضوابط کے نفاذ کا کام سپرد کرتی ہے وہی ان کو ناکام بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان حالات میں بددیانتی اور نااہلی کے خلاف حکومت کی کامیابی کی کیا توقع ہو سکتی ہے۔ ہم حکومت کو مشورہ دیں گے کہ وہ سرکاری ملازمین کو کتاب و سنت کی روشنی میں تربیت دے کر ان کے اندر ذہنی انقلاب پیدا کرنے کی کوشش کرے۔ صرف قانون کے ذریعہ سے نہ کبھی کسی طبقہ کی اصلاح ہوئی ہے اور نہ اب ہو گی۔ قانون کے ساتھ ساتھ مذہب کی تعلیم کو لازمی قرار دے کر اس پر عمل کرانے کا بھی اہتمام کیا جائے، تاکہ ہمارے ہر کام میں نصرت الٰہی بھی شامل حال ہو جائے۔

اس سلسلہ میں حکومت کو چاہیئے کہ وہ جلد از جلد تمام سرکاری ملازمین کے لئے نماز کی پابندی لازمی قرار دے۔ اس سے ان کا تعلق باللہ درست ہو کر ان کے اندر فرض شناسی کا جذبہ بیدار ہو گا۔ جب تک انسان کے اندر خوفِ خدا پیدا نہ ہو اس کی اصلاح کی تمام تدابیر بے سود ثابت ہوں گی۔ خوفِ خدا پیدا کرنے کے لئے مذہب کی پابندی از بس ضروری ہے۔ ہماری بدقسمتی ہے کہ ہم آزادی کے بعد مذہب سے بھی آزاد ہو گئے ہیں۔ اس ملک میں مسلمان کہلانے والوں کے ہاتھوں مذہب اسلام کی جو بے حرمتی ہو رہی ہے اس کی مثال تاریخ کے اوراق میں ڈھونڈھے سے بھی شاید نہ ملے۔ اس صورت حال کو فوراً بدلنے کی ضرورت ہے۔ مذہبی ادارے اور دینی جرائد کافی تگ و دو کر رہے ہیں لیکن حکومت چونکہ فواحشات و منکرات کی روک تھام نہیں کرتی — اس لئے ان کی تمام کوششیں بے سود ثابت ہو رہی ہیں حکومت کو اپنی ذمہ داری کا احساس کرنا چاہیئے۔ تاکہ پاکستان کے تمام مسائل اللہ تعالٰے کی مدد سے حل ہو سکیں۔

یوم انقلاب

٢٧ اکتوبر ١٩٥٨ء کے دن مارشل لا کے نفاذ کے ساتھ ملک میں ایک انقلاب رونما ہوا۔ جس کے نتیجہ میں بے اصول سیاست، گروہی مفاد پرستی، علاقائی سازشوں کے بانیوں اور سیاسی سٹیجوں پر برہنہ ناچ کرنے والے بھوتوں سے قوم کو ایک عرصہ کے لئے بظاہر نجات ہو گئی — بہر حال یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں کہ مارشل لاء کے نفاذ سے قبل ملک انتہائی خطرناک اور تباہ کن صورت حال سے دوچار تھا اور قوم کی تقدیر ان ابنائے وقت کے ہاتھ میں آ چکی تھی۔ جو اپنی اغراض کی تکمیل اور مقصد برآری کے لئے پاکستان کی آزادی اور بقاء تک کو داؤں پر لگانے کے لئے تیار کھڑے تھے — ملک کا خزانہ خالی تھا، پاکستان ارباب اقتدار کی غلط روی کے باعث اقوام عالم میں اپنی ساکھ کھو بیٹھا تھا۔ معاشی بحران کا دور دورہ تھا اور ملک کے کروڑوں انسان ان بندگانِ ہوس کی بداعمالیوں کی سزا بھگت رہے تھے

عین اس وقت جبکہ ملک و ملّت کی کشتی گرداب بلا میں گرفتار ڈوبنے کو تیار کھڑی تھی غیرت خداوندی جوش میں آئی اور اللہ عزوجل نے بدکرداروں کو سزا دینے کے لئے انہیں فوجی انقلاب کے شکنجہ میں جکڑ دیا۔ چنانچہ باوجود اس کے کہ فوجی انقلاب اور مارشل لاء نفاذ کو زندہ اقوام عالم اچھی نگاہ سے نہیں دیکھتیں۔ ہمارے ملک میں ان کا خیر مقدم کیا گیا اور ملک و قوم نے کچھ دیر کے لئے سکھ کا سانس لیا۔ واب انقلابی حکومت خوبیوں، خامیوں اور کوتاہیوں کے باوصف جن سے قوم پوری طرح واقف ہے ملک پر کامیابی سے حکمرانی کر رہی ہے اور اسی خوشی میں ہر سال ٢٧ اکتوبر کو یوم انقلاب.. منایا جاتا ہے۔ لیکن دن منانے سے مقصود یہ ہونا چاہیئے کہ حکومت اور عوام ماضی سے عبرت پکڑیں اور حال و مستقبل میں ان کوتاہیوں کا اعادہ نہ ہونے دیں جو قبل ازیں ان کے پیشروؤں سے یا ان سے سرزد ہوتی رہی ہیں آیئے! ہم ماضی کے آئینہ میں حال کا چہرہ ..... دیکھیں اور حال و مستقبل کی تعمیر کے لئے سرگرم عمل ہو جائیں —

ہم کوشش کریں کہ ہمارا مستقبل ہمارے پندرہ سالہ ماضی سے اور انجام آغاز سے بہتر ہو تا ہم ان شاطروں اور بہروپیوں سے بچیں جنہوں نے آج تک ہمیں فریب دیا اور اس مقصد سے دور کر دیا

بقیہ ص٦

مجلس ذکر ۲۴ر اکتوبر ۶۳ء مطابق ۵ جمادی الثانی ۸۳ھ

متبعین کتاب و سنت کی صحبت میں ہی تزکیہ نفس ہو سکتا ہے

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ العالی

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ۔ هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ؕ

ترجمہ! وہی ہے جس نے ان پڑھوں میں ایک رسول انہیں میں سے مبعوث فرمایا جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب اور حکمت سکھاتا ہے اور بے شک وہ اس سے پہلے صریح گمراہی میں تھے

بزرگان محترم!

اس آیت میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چار فرائض تلاوتِ آیات تزکیہ اور تعلیم کتاب و حکمت بیان کئے گئے ہیں۔ ہمارا یقین ہے کہ اب قیامت تک کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا۔ لیکن کارِ نبوت بہر حال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کے توسط سے تا قیامت جاری رہے گا۔ چنانچہ تلاوتِ آیات قرآنیہ کا فریضہ حفاظ و قراء سرانجام دے رہے ہیں، تعلیم کتاب و حکمت علماء کرام کے ذمہ ہے اور تزکیۂ نفس کا فرض صوفیائے عظام ادا کر رہے ہیں۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں یہ چاروں چیزیں وہبًا حاصل ہوتی تھیں اور اب انہیں کسبًا حاصل کرنا پڑتا ہے۔ ظاہر ہے ہم اہل زبان نہیں اس لئے ہمیں عربی زبان سیکھنی پڑتی ہے۔ صرف و نحو کا علم حاصل کرنا پڑتا ہے اور تب کہیں قرآن حکیم کی سوجھ بوجھ پیدا ہوتی ہے لیکن حضور علیہ السلام کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی زبان ہی عربی تھی اور انہیں صرف و نحو سیکھنے کی کوئی ضرورت نہ تھی وہ الفاظِ قرآنی کو پیغمبر کی زبان سے سنتے اور قرآن مجسم جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل سے اس کے معانی و مطالب سمجھ جاتے تھے زبان نبوت حرکت میں آتی تو حکمت کے خزانوں کے ڈھیر ان کے سامنے لگ جاتے اور اسی طرح پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بابرکت صحبت میں بیٹھنے اور سراج منیر کی شعاعوں سے مستنیر ہونے کے باعث ان کا تزکیۂ نفس بھی خود بخود ہو جاتا تھا۔ شرک، کفر، نفاق اعتقادی عجب، ریا، کبر، زر پرستی، جاہ طلبی حسد اور غیبت وغیرہ امراض روحانی سے انہیں نجات حاصل ہو جاتی مگر اب امراضِ روحانی سے چھٹکارا حاصل کرنے اور ان سے محفوظ رہنے کے لئے علمائے ربانی اور صوفیائے عظام کے سامنے زانوئے ادب تہ کرنا پڑتے ہیں اللہ اللہ سیکھنا پڑتا ہے، ریاضتوں اور مجاہدوں سے دو چار ہونا پڑتا ہے اور تب کہیں جاکر تزکیۂ نفس کی دولت بمشکل ہاتھ آتی ہے۔

الحمد للہ رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر آج تک حضور کے دروازے کے غلام یہ خدمات سرانجام دیتے رہے ہیں اور قیامت تک یہ سلسلہ انشاء اللہ العزیز جاری رہے گا۔ ہمارے دور میں علماء دیوبند نے اس خدمت کو جس احسن طریق سے سرانجام دیا ہے اس کی نظیر نہیں ملتی اکابر دیوبند کو اللہ تعالے نے جامعیت سے نواز رکھا ہے وہ شریعت و طریقت کے جامع ہیں۔ اسی لئے حضرت رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے حضرات ظاہر کے فاضل اجل اور باطن کے کامل اکمل تھے چنانچہ انہوں نے جہاں تعلیم کتاب و حکمت کے موتی بکھیرے ہیں۔ وہیں آسمان روحانیت کے آفتاب و ماہتاب اور ستارے بھی پیدا کئے ہیں جس میدان میں دیکھو ان کی عظمت کا سکہ رواں نظر آئے گا۔ وہ دن کو میدان جہاد کے شہسوار تھے تو رات کو مصلیٰ کی پیٹھ پر تہجد گزار بھی دکھائی دیتے تھے۔ وطن عزیز کی آزادی کے لئے ان کی خدمات کسی سے کم نہیں بلکہ سب سے زیادہ ہیں اور یہ انہیں کی قربانیوں اور جانفشانیوں کا صدقہ ہے کہ ہمیں آزادی کے دن دیکھنا نصیب ہوئے ہیں تاریخ شاہد ہے کہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان پروانوں نے طرح طرح کی سختیاں جھیلیں، مصیبتیں اٹھائیں اور ان میں اکثر دارو رسن کی آزمائش سے گزرے مگر انہوں نے دین حنیف کا جھنڈا سرنگوں نہ ہونے دیا اور اپنے آقا کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چاروں فرائض ہر نازک سے نازک حلے پر بھی ادا کئے اور اب بھی بحمد اللہ تعالے انہیں کی روحانی اولاد یہ خدمات انجام دے رہی ہے۔ اللہ تعالے ہمارے اکابر اور اسلاف کی قبروں کو نور سے بھرے جن کے صدقے ہم تک دین کی نعمت پہنچی اور ہم الحمد للہ کرنے کی نعمت عظمیٰ سے بہرہ ور ہیں

بہر حال میں کہنا یہ چاہتا تھا کہ جس طرح دوسرے علوم سیکھنے سے آتے ہیں۔ اسی طرح اللہ اللہ بھی سیکھنے سے آتا ہے۔ اللہ والوں کی صحبت میں بیٹھنے، مدت مدیدہ تک ان کے سامنے زانوئے ادب تہ کرنے اور ان سے عقیدت، ادب اور اطاعت کی تاروں کے ذریعے ربط جوڑنے سے یہ دولت نصیب ہوتی ہے — چنانچہ اگر صحیح معنوں میں کسی اللہ والے سے واسطہ پڑ جائے تو انشاء اللہ بیڑا پار ہو جاتا ہے اور اگر کسی انسان نما شیطان سے پالا پڑ جائے تو پھر دنیا بھی خراب ہو جاتی ہے اور عاقبت میں بھی انسان کو جہنم کا ایندھن بننا پڑتا ہے۔

اللہ تعالے ایسے بہروپیوں سے مسلمانوں کو محفوظ رکھے اور صحیح معنوں میں جو اللہ والے ہیں ان کے دامن سے وابستہ کرے۔ آمین

محترم حضرات!

جب کبھی کسی پیر سے سابقہ پڑے تو پہلے اسے کتاب و سنت کی کسوٹی پر پرکھ کر دیکھنا چاہیئے۔ اگر اس کی صورت اور سیرت رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کے مطابق ہو اور وہ کتاب و سنت کا پوری

باقی بر صفحہ ۱۸

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم اما بعد!

۶ رجمادی الثانی سنہ ۱۳۸۳ھ ۲۵ راکتوبر سنہ ۱۹۶۳ء

جنت کا ٹکٹ کیونکر حاصل ہو سکتا ہے

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب مدظلہ العالی

قولہ تعالےٰ :۔ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى (سورۂ نجم رکوع ۱ پ ۲۷)

اور نہ وہ اپنی خواہش سے کچھ کہتا ہے یہ تو وحی ہے ۔ اس پر آتی ہے۔

حاشیہ شیخ الاسلامؒ

یعنی کوئی کام تو کیا ایک حرف بھی آپ کے دہن مبارک سے ایسا نہیں نکلتا جو خواہش نفس پر مبنی ہو بلکہ آپ جو کچھ دین کے باب میں ارشاد فرماتے ہیں وہ اللہ کی بھیجی ہوئی وحی اور اس کے مطابق ہوتا ہے اس میں وحی متلو کو " قرآن " اور غیر متلو کو حدیث " کہا جاتا ہے

حاصل

یہ نکلا کہ حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا ہر فرمان در اصل حکم خداوندی ہے ۔ مگر فرق صرف اتنا ہے کہ صادر آپ کی زبان سے ہوتا ہے ۔ چنانچہ حدیث پر ایمان ہر مسلمان کا فرض عین ہے اور اس کا انکار کفر صریح ۔ ہمارے حضرت رحمۃ اللہ علیہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ منکر حدیث منکر قرآن ہے ، منکر قرآن خارج از اسلام ہے یعنی بے ایمان ہے۔

اب چونکہ ارشادات نبویؐ پر یقین رکھنا ہر مسلمان کا جزو ایمان ہے ۔ اور حدیث اصل میں وحی الٰہی ہی ہے ۔ اس لئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے طریق پہ چلنے اور احادیث رسول صلے اللہ علیہ وسلم پر عمل کرنے سے ہی خدا کی خوشنودی حاصل ہو سکتی ہے اور انسان جنت کا ٹکٹ حاصل کر سکتا ہے۔

جنت میں داخلے کی شرطیں

جنت میں داخلے کی پہلی شرط ایمان کی موجودگی ، اور دوسری شرط حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین واسلام پر عمل ہے اور دین حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی روشنی میں

خیر خواہی کا نام

ہے ۔ رحمت دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے

عَنْ تَمِيْمِنِ الدَّارِيِّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلدِّيْنُ النَّصِيْحَةُ ثَلٰثًا قُلْنَا لِمَنْ قَالَ لِلّٰهِ وَلِكِتَابِهٖ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِاَئِمَّةِ الْمُسْلِمِيْنَ وَعَامَّتِهِمْ (رواہُ مُسلِمٌ)

ترجمہ! تمیم داریؓ سے روایت ہے تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ فرمایا ۔ دین خیر خواہی کا نام ہے ہم نے عرض کی ۔ کس کی خیر خواہی ؟ آپ نے فرمایا " اللہ کی ، اس کی کتاب کی ، اس کے رسولؐ کی ، مسلمانوں کے ذمہ داروںؓ کی اور عام مسلمانوںؓ کی۔

خیر خواہی کی نوعیت

۱۔ اللہ تعالےٰ کی خیر خواہی یہ ہے کہ توفیق کے مطابق اس کے ہر حکم کی تعمیل کی جائے ۔ اپنی ہر عزیز سے عزیز متاع حتیٰ کہ جان تک کو اس کے حکم کے مطابق قربان کرنے کے لئے تیار رکھا جائے اور اس یقین کے ساتھ کہ ہر شے اسی کی عطا کردہ ہے اگر اس پر قربان ہو گئی تو اس پر کوئی احسان نہیں ہوگا ۔ بلکہ اپنی ہی سعادت مندی ہوگی اور باوجود اس کے اس کا کوئی حق ادا نہیں ہو سکے گا۔

(۲) اللہ تعالےٰ کی کتاب کی خیر خواہی یہ ہے کہ اُسے پڑھا جائے ، سمجھا جائے ، دوسروں تک پہنچایا جائے اور اس کے اندر انسان کے لئے جو نظام الاوقات تجویز شدہ ہے اسے عملی جامہ پہنایا جائے ۔ مثلاً توحید خداوندی کا اقرار ، نماز ، روزہ حج ، زکوٰۃ کی تعمیل ، شرک ، کفر ، نفاق ۔ اعتقادی ، چوری ، شراب خوری ، زنا ، جوا مسلمانوں کے قتل وغیرہ گناہوں سے بچا جائے ۔

۳۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خیر خواہی یہ ہے کہ آپ کی سنت کا اتباع کیا جائے اور اس کی اشاعت کے لئے سر دھڑ کی بازی لگا دی جائے آپ کا ارشاد گرامی ہے۔

مَنْ اَحْيَا سُنَّتِيْ فَقَدْ اَحْيَانِيْ وَمَنْ اَحْيَانِيْ كَانَ مَعِيَ فِي الْجَنَّةِ ۔

جس شخص نے میری سنت کو زندہ کیا تحقیق اس نے مجھے زندہ کیا اور جس نے مجھے زندہ کیا وہ میرے ساتھ بہشت میں ہوگا ۔ چنانچہ حضور علیہ السلام سے عقیدت ادب اور اطاعت کا رشتہ رکھنا آپ کی خیر خواہی اور عین ایمان ہے ۔ مولانا ظفر علی مرحوم نے خوب فرمایا تھا

> حج اچھا نماز اچھی روزہ اچھا زکوٰۃ اچھی
> مگر میں باوجود اس کے مسلماں ہو نہیں سکتا
> نہ جب تک کٹ مروں میں خواجۂ یثرب کی عزت پر
> خدا شاہد ہے کامل میرا ایماں ہو نہیں سکتا

۴۔ مسلمانوں کے ذمہ داروں کی خیر خواہی یہ ہے کہ جب وہ مسلمانوں کی بہتری کے لئے کوئی کام تجویز کریں تو ان کا ساتھ دیا جائے ، اور کام کو پایۂ تکمیل تک ... پہنچانے کے لئے ان کی ہر ممکن امداد و اعانت کی جائے۔

(۵) عام مسلمانوں کی خیر خواہی یہ ہے کہ انہیں ہماری جس قسم کی امداد کی بھی ضرورت ہو وہ حسب توفیق کی جائے ، ان کے دکھ سکھ میں شریک ہوا جائے ، ان سے رشتۂ محبت و اخوت استوار کیا جائے اور ہر جائز کام میں ان کا ہاتھ بٹایا جائے ۔ چنانچہ اس سلسلہ میں حضور علیہ السلام کی ایک جامع حدیث ملاحظہ فرمایئے ۔ آپ فرماتے ہیں :۔

اِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَاِنَّ الظَّنَّ اَكْذَبُ الْحَدِيْثِ وَلَا تَحَسَّسُوْا وَلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا تَنَافَسُوْا وَلَا تَحَاسَدُوْا وَلَا تَبَاغَضُوْا وَلَا تَدَابَرُوْا وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ اِخْوَانًا كَمَا اَمَرَكُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى ۔ اَلْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهٗ وَلَا يَخْذُلُهٗ وَلَا يَحْقِرُهٗ بِحَسْبِ امْرِءٍ مِّنَ الشَّرِّ اَنْ يَّحْقِرَ اَخَاهُ ، اَلْمُسْلِمُ كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ مَالُهٗ وَدَمُهٗ وَعِرْضُهٗ ۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَنْظُرُ اِلٰى صُوَرِكُمْ وَاَجْسَادِكُمْ

وَلٰکِنْ یَّنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِکُمْ وَاَعْمَالِکُمْ اَلتَّقْوٰی ھٰھُنَا اَلتَّقْوٰی ھٰھُنَا (وَیُشِیْرُ اِلٰی صَدْرِہٖ) اَلَا لَا یَبِیْعُ بَعْضُکُمْ عَلٰی بَعْضٍ وَکُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰہِ اِخْوَانًا وَلَا یَحِلُّ لِمُسْلِمٍ اَنْ یَّھْجُرَ اَخَاہُ فَوْقَ ثَلَاثٍ (اخرجہ الستۃ الا النسائی وھذا لفظ مسلم عن ابی ھریرۃ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ)

ترجمہ! خبردار بدگمانی کو عادت نہ بنانا۔ بدگمانی تو بالکل جھوٹی بات ہے ۲۔ لوگوں کی عیب جوئی نہ کرنا (۳) اور نہ ایسی باتوں کو اپنے کان تک پہنچنے دینا۔ (۴) بڑھنے کے لئے مت جھگڑنا (۵) باہمی حسد نہ کرنا (۶) باہمی بغض نہ رکھنا (۷) کسی کی پس پشت برائی نہ کرنا (۸) اے اللہ کے بندو! آپس میں بھائی بھائی ہوکر رہنا جیسا کہ تم کو اللہ نے حکم کیا ہے (۹) مسلم مسلم کا بھائی ہے۔ بھائی پر کوئی ظلم نہ کرے (۱۰) نہ اُسے رسوا کرے نہ حقیر جانے (۱۱) انسان کے لئے یہی برائی بہت ...... زیادہ ہے کہ اپنے مسلم بھائی کو وہ حقیر جانے (۱۲) مسلم کا مال، خون، عزت دوسرے مسلم پر بالکل حرام ہے (۱۳) اللہ تعالےٰ تمہاری صورتوں اور جسموں کو نہیں دیکھتا وہ تو تمہارے دلوں اور عملوں کو دیکھتا ہے (۱۴) دل کی طرف اشارہ کرکے فرمایا تقویٰ یہاں ہے تقویٰ یہاں ہے۔ (۱۵) خبردار! ایک کی خرید پر دوسرا خریدار نہ بنے (۱۶) اللہ کے بندو! بھائی بھائی بنو (۱۷) مسلم پر حلال نہیں کہ اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑ دے (نسائی کے سوا صحاح ستّہ میں ہے)

قصّہ مختصر

پیغمبر علیہ السلام نے چند الفاظ میں سارے اسلام کا خلاصہ ارشاد فرمایا ہے ــــ اب ہمارا کام ہے کہ ہم حضور علیہ السلام کے بیان کردہ احکام کو حرزِ جان بنائیں اور ان پر عمل کریں۔ چنانچہ جو شخص ان نصائح پر عمل کرے گا۔ انشاء اللہ دین و دنیا میں سرخرو ہوگا، اس کی قبر بہشت کے باغوں میں سے باغ بنے گی، قیامت کے دن وہ دربارِ نبوی میں شرف باریابی حاصل کرے گا۔ اللہ ہم سب کو جنت میں جائیگا اللھم اجعلنا

حضورؐ کی نظر میں معزّز کون ہے

عَنْ عُمَرَؓ قَالَ وَھُوَ عَلَی الْمِنْبَرِ

یَا اَیُّھَا النَّاسُ تَوَاضَعُوْا فَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰہِ رَفَعَہُ اللّٰہُ فَھُوَ فِیْ نَفْسِہٖ صَغِیْرٌ وَفِیْ اَعْیُنِ النَّاسِ عَظِیْمٌ وَمَنْ تَکَبَّرَ وَضَعَہُ اللّٰہُ فَھُوَ فِیْ اَعْیُنِ النَّاسِ صَغِیْرٌ وَفِیْ نَفْسِہٖ کَبِیْرٌ حَتّٰی لَھُوَ اَھْوَنُ عَلَیْھِمْ مِنْ کَلْبٍ اَوْ خِنْزِیْرٍ (رواہ البیہقی)

ترجمہ:۔ حضرت عمرؓ سے روایت ہے آپ نے ایسے وقت میں فرمایا جبکہ منبر پر تھے۔ اے لوگو! تواضع اختیار کرو کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپؐ نے فرمایا جس شخص نے اللہ کے لئے عاجزی اختیار کی اللہ اس کو بلند کر دے گا پس وہ اپنے دل میں حقیر ہوگا۔ اور لوگوں کی نظروں میں بڑا ہوگا۔ اور جس نے تکبر کیا اسے اللہ ذلیل کردے گا۔ پس وہ لوگوں کی نظروں میں حقیر ہوگا اور اپنے دل میں بڑا ہوگا یہاں تک کہ وہ لوگوں کی نظر میں کتے اور خنزیر سے بھی ذلیل ہوگا ــــ

حاصل

یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے نزدیک معزز وہ ہے جو انتہائی متواضع ہو۔ بداخلاق اور متکبر کی کوئی قدر حضور علیہ السلام کی نگاہ میں نہیں اور وہ کتے اور خنزیر سے بھی ذلیل ہے۔ چنانچہ کبر کے مریضوں کو یہ نہ بھولنا چاہیئے کہ خدا نے جنت کتوں اور سؤروں کے لئے نہیں بنائی جنت انسانوں کے لئے بنائی گئی ہے اور یاد رکھو! انسان بناتا ہے فقط قرآن ــــ اور اس کا رنگ چڑھاتے ہیں صوفیائے عظام ــــ وہ صوفیائے عظام جن کے ایک ہاتھ میں قرآن اور دوسرے میں حدیث خیر الانام کی مشعل روشن ہو اور وہ اسی روشنی میں چلتے ہوں ــــ

اللہ تعالےٰ ہمیں حضور علیہ السلام کے قال اور حال کو اپنی زندگیوں میں جاری وساری کرنے کی توفیق دے ہم اللہ والوں کی صحبت میں رہ کر قرآن کے رنگ میں رنگے جائیں اور اس طرح جنت کے ٹکٹ کے مستحق ٹھہریں آمین یا الہ العالمین

بقیہ:- ام سلیم رضی اللہ عنہا صفحہ سے آگے

نے روکا کہ ذرا ایک بات تو بتاتے جایئے، اگر کوئی آدمی کسی سے عاریتاً سامان لے، پھر کچھ دن بعد وہ مالک مال اُس آدمی سے اپنے مال کا مطالبہ کرے تو کیا وہ سامان مالک مال کے حوالہ کردینا چاہیئے، ابوطلحہ نے کہا فوراً واپس کرنا چاہیئے اس میں تامل کی کیا بات ہے، ام سلیم رضؓ نے کہا تو اللہ تعالےٰ نے جو بچہ ہمیں عنایت کیا تھا اُسے واپس لے لیا۔ ہم اور آپ اس پر صبر کریں اور ثواب کی امید رکھیں۔

ابوطلحہ رضؓ نے یہ سن کر انا للہ پڑھا پھر مسجد میں پہنچے اور آپؐ کے ساتھ نماز ادا کی، پھر آپؐ کو یہ ساری کہانی سُنائی آپؐ نے فرمایا امید ہے کہ خدا تمہاری یہ رات مبارک کرے گا۔ عبایہ بن رفاعہ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا ابوطلحہ رضؓ سے ام سلیم رضؓ کے دس لڑکے ہوئے اور سب عالم دین و قاری قرآن تھے۔ (رضوان لکھنؤ)

بقیہ:- اداریہ صفحہ سے آگے

جس کے لئے پاکستان حاصل کیا گیا اور جن کی بداعمالیوں کے باعث پاکستان اب بھی مصائب والام سے دوچار ہے

اللہ تعالےٰ ہمیں کامیابی و کامرانی اور سلامتی کا راستہ پہچاننے کی بصیرت دے اور اس پر چلنے کی ہمت عطا فرمائے (آمین)

امیر جمعیۃ علماءِ اسلام

حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی بحمداللہ تعالیٰ بصحت ہیں اور وہ بفضل تعالیٰ جمعیۃ کے اجلاس منعقدہ لاہور میں شریک ہیں۔ اراکین جماعت کو تشویش کی ضرورت نہیں البتہ دعا کی درخواست ہے (ادارہ)

ابوالسراج مبشر

اسلام میں دشمنوں کیساتھ صلہ رحمی

اسلام صرف عرب کے لئے نہیں تھا اس لئے وہ تمام بنی نوع انسان کو خطاب فرماتا اور دعوت دیتا ہے اسلام صرف عرب کی اصلاح نہیں کرتا ہے اس لئے وہ تمام کو اپنی ہدایت اور اصلاح کے دامن میں لیتا ہے اسلام صرف عرب کو اخوۃ اور اتحاد کے رشتہ میں جوڑ کر ملت ابراہیمی کا پابند بنانا نہیں چاہتا اس لئے عرب کو قبائل اور بطون کے ایک مبدأ پر جمع نہیں کرتا ہے بلکہ اسلام تمام بنی نوع انسان کو ایک وحدہٗ لاشریک کی عبادت اور اطاعت پر اکٹھا کرنا چاہتا ہے اور تمام خلائق اللہ کو نوع انسانی کی ابتداء اور مبدا قربت پر توجہ دلاتا ہے۔ قرآن شریف بنی آدم کے ایک ایک فرد کو دوسرے سے جوڑتا بھائی بھائی بناتا اور انسانیت کا پیغام دیتا ہے اس لئے بنی نوع انسانی کو باہمی احسان مروت انصاف اور صلہ رحمی پر مامور فرماتا ہے اور فسق و فساد فحش منکرات سے روکتا ہے سورۃ نساء میں ارشاد ہے یا ایھا الناس ای لوگو ڈرتے رہو اپنے رب سے جس نے پیدا کیا تم کو ایک جان سے اور اسی نے پیدا کیا اس کا جوڑا اور پھیلائے ان دونوں سے بہت مرد اور عورتیں اور ڈرتے رہو اللہ سے جس کے واسطے سوال کرتے ہو آپس میں اور خبردار ہو قرابت والوں سے) اس آیت میں نزول قرآن کے وقت سے لے کر قیامت کے دن تک بنی نوع انسان کے ایک ایک فرد کو ذیل کے امور کا مکلف اور ایھا الناس میں مخاطب فرمایا گیا ہے لوگو تم تمام آدمی ایک جان ایک شخص آدمؑ سے پیدا کئے گئے ہو تم سب کو اللہ ہی نے وجود اور بقاء حیات کی نعمت سے نوازا ہے اس لئے تم سب کو........ اللہ سے ڈرنا اور اس کی فرمانبرداری اس کی اطاعت ضروری بات ہے اور تم سب آدمی ایک باپ اور ایک ماں کی اولاد ہو اس لئے اپنے بنی نوع کی رعایت اور ان کے ساتھ حسن سلوک کرنا تم پر لازمی اور ضروری ہے اللہ تعالیٰ حقوق اللہ کی رعایت کے ساتھ لوگوں کے حقوق کی رعایت کرنے پر اور کفر معاصی اور تمام قبائح سے اتقاء اور اجتناب کرنے پر اس آیت میں عام لوگوں کو مامور فرماتا ہے۔ اور بنی آدم کے بعض کو بعض پر استعطاف ترحم اور توجہ کے لئے قرآن شریف نے ان کی قدیم قرابت کو یاد دلایا اور قرابت کی رعایت کا امر اور قرابت کے تقاضا کے مخالف اور منافی اقدامات سے منع فرمایا ہے تاکہ بنی آدم کو باہمی قرابت کے حقوق کی رعایت اور حفاظت پر پوری توجہ رہے اور باہمی احسان و مروت میں صلہ رحمی کا اہتمام رکھے اہل قرابت قریب اور بعید دونوں قسم کے ہوتے ہیں۔ مگر قرآن شریف نے دونوں کے حقوق قائم رکھتے ہیں اگرچہ دیگر افراد انسانی سے قریبی قرابت کے حقوق بڑھے ہوئے ہیں۔ اور اس کی حقوق کی رعایت زیادہ مقدم اور اولیٰ ہے اگرچہ مسلم اور کافر کے حقوق اور رعایت میں کمی بیشی اور کیفیت کے اعتبار سے فرق ہے مگر احسان و مروت حسن سلوک مدارات صلہ رحمی کے اعتبار سے تمام بنی نوع انسان کو قرآن شریف نے ایک درجہ اور ایک مقام میں رکھا ہے قرآن شریف میں ارشاد ہے (اللہ تم کو منع نہیں کرتا ان لوگوں سے جو تم سے نہیں لڑتے دین پر اور تمہارے گھروں سے نہیں نکالا کہ ان سے بھلائی کرو اور انصاف کا سلوک بیشک اللہ انصاف کو چاہتا ہے ایسے کافروں کے ساتھ احسان کرنے بھلائی اور خوش اخلاقی کے ساتھ پیش آنے سے اسلام نہیں روکتا جنہوں نے مسلمانوں سے ضد اور پرخاش نہیں رکھی اور دین کے معاملہ میں مسلمانوں سے نہیں لڑے اور مسلمانوں کے ستانے اور گھروں سے نکالنے میں انہوں نے ظالموں کی مدد نہیں کی بلکہ اگر ایسے کافر نرمی اور رواداری سے پیش آتے ہیں تو مسلمانوں کو ان سے زیادہ اچھا سلوک اور برتاؤ کرنا چاہیئے۔ اس لئے کہ اسلامی اخلاق کا معیار انسانی اخلاق کے معیار سے بہت بلند ہے اسلام ہرگز یہ تعلیم نہیں دیتا ہے کہ اگر کافروں کو ایک قوم مسلمانوں سے برسرپیکار رہے تو تمام کافروں کو بلاتمیز ایک ہی لاٹھی سے ہانکنا شروع کر دیں ایسا کرنا انصاف اور بنی نوع انسان کی قرابت باہمی کے تقاضا کے خلاف اور منافی ہے صحیح بخاری میں ہے اسماء بنت ابی بکر فرماتی ہیں جب قریش نے حضور کے ساتھ عہد کیا تھا ان دنوں میں میری ماں مشرکہ میرے پاس آئی میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اس کے ساتھ صلہ رحمی کرنے کو پوچھا اس پر مذکورہ آیت اتری اور حضور نے مجھے فرمایا یہ تیری ماں ہے اس کی صلہ رحمی کرو خاطر مدارات سے پیش آؤ

امام احمد عبداللہ بن زبیر سے روایت کرتے ہیں۔ کہ عبدالعزیٰ کی بیٹی قتیلہ عبداللہ ابن زبیر کی والدہ بیٹی اسماء بنت ابی بکر کچھ ہدایا لے کر آئی چونکہ وہ مشرکہ تھی اس لئے حضرت اسماءؓ نے اس سے ہدایا لینے سے انکار کیا اور اپنے گھر میں آنے سے روکا حضرت اسماء نے حضرت عائشہؓ سے کہا کہ حضور رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ سے دریافت کرے حضورؐ نے جواب میں فرمایا کہ حضرت اسماء اپنی مشرکہ والدہ کے ہدایا قبول کرے اور اس کو اپنے گھر میں رکھے ہوازن کی ایک شاخ بنوسعد بن بکر میں سے حضرت حلیمہ نے حضورؐ کو دودھ پلایا تھا حنین کے غنائم میں حضرت شیماء آپ کی بیٹی بھی آئیں تھیں حضورؐ نے اس کو پہچانا اور اس کو مرحبا کہا اور بیٹھنے کے لئے چادر بچھا دی اور فرط مسرت سے آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور کچھ اونٹ اور بکریاں اور تین غلام اور ایک باندی عنایت فرما کر عزت اور احترام کے ساتھ اپنی قوم کے پاس بھیج دیا (اصابہ)

اسلام نے انس مواساۃ حسن سلوک اور مدارات کا دروازہ غیر مسلموں کے لئے کھلا رکھا ہے۔ مگر مسلمان ہیں کہ باہمی مدارات اور رواداری کے لئے تیار نہیں ہیں اسلام نے تمام بنی آدم کے لئے قبائح اور کفر و معاصی سے اتقاء کی زندگی کو پسند کیا ہے۔ مگر مسلمان ہیں کہ فسق و فجور کی راہوں میں معاصی اور فضیحتوں کی جگہوں میں بھٹکتے پھرتے ہیں قرآن شریف بنی آدم کو دور کی قرابت سامنے لاکر باہمی صلہ رحمی پر متوجہ کرتا ہے۔ مگر مسلمان ہیں کہ قریبی قرابت کی کا رعایت اور پاس کرنے سے آزاد ہوا چاہتا ہے قرآن شریف نے مشرکہ ماں کے ساتھ عزت و مدارات کے پرتپاک استقبال کا خیر مقدم کیا ہے مگر مسلمان ہیں کہ ام المومنین حرم محترم حضرت عائشہؓ کے ساتھ رسمی رواداری بھی نہیں کرتے ہیں اسلام نے غیر مباشر کافروں کو مسلمانوں کے حسن سلوک اور خوش اخلاقی کے لئے مخصوص کر دیا ہے مگر مسلمان ہیں کہ خاندان نبوۃ نیازمندوں پاسبانان اسلام رفقاء نبوۃ ابوبکرؓ و عمرؓ کو بھی لعن طعن ایذا اور تشنیع سے معاف نہیں کرتے ہیں۔ اسلام نے مسلمان کو عزت نفس عصمت پاکیزگی مکارم اخلاق کا معلم بنا دیا تھا۔ مگر مسلمان ہیں کہ آج غیروں کے سامنے قباحتوں فواحش منکرات اور بے دست و پا بننے اور اعتماد و اتفاق کی ذلتوں اور خواری کے درس لینے کے لئے بیٹھے ہیں قرآن شریف نے مسلمانوں کو مواخاۃ کے عزیز رشتہ میں جوڑ کر ملایا تھا۔ مگر مسلمانوں نے اسلامی مواخاۃ کا ایک ایک ورق اور ایک ایک بخیہ ادھیڑ کر الگ کر دیا آج مسلمانوں کا انتشار اور تفرقہ دیکھ کر یہ خیال کرنا بھی مشکل ہو گیا ہے کہ اس قوم کے

اتفاق نے اس کو دنیا کی بڑی بڑی قوموں کا قاید اور متمدن ملکوں کا فاتح بنا دیا تھا جن قوموں کو آپس کے اختلاف اور تفرقہ کے ساتھ اسلامی وحدۃ نے ذلت کے گڑھے میں پھینک دیا تھا آج انہیں قوموں کو ان کی وحدۃ نے راہ رعونت کے سرے پر کھڑا کیا ہے اور اسلامی وحدۃ میں اختلاف و تفرقہ ڈالنے اور مسلمانوں کے پاکیزہ اور بلند عزائم اور استقامت کے توڑنے میں ان کی کوششیں جاری ہیں فاعتبروا یااولی الابصار اے آنکھ والو عبرت پکڑو عقلمندو! سوچو اسلام کے محاسن اور مسلمانوں کے مکارم پر اختلاف و تفرقہ نے حجاب ڈال دیا ہے اور دین کے اختلاف و تفرقہ نے مسلمانوں کے مخلصانہ اعمال کی رفتار کو سست اور انسانی فخر و فضائل... کے اقدامات کو ضعیف اور اعلاء کلمۃ اللہ کے بلند جذبات کو پست کر دیا ہے ذرا غور سے سوچو کون تباہ کار ہے جس نے مسلمانوں کو ایسے عظیم مہلک میں ڈالا اور سراسر خسارہ اٹھانے والے فتنوں میں مسلمانوں کو مبتلا رکھتا ہے اور مسلمانوں کے ابتلاء میں اپنا مفاد دیکھتا ہے۔

ارباب ھوٰی

بعض لوگ کہتے ہیں کہ علماء کے فکر و نظر کے اختلاف نے اسلام میں اختلاف پڑنے کو راہ دی ہے۔ اور اسلامی وحدۃ کو علماء کے اختلافات نے شکست و ریخت کیا ہے مگر حقیقت واقعی ایسی نہیں ہے علماء کے خلاف یہ الزام ہے عامیانہ ذہن اور سطحی خیال نے اس کو تراشا ہے صحابہ سے لے کر فقہاء اربعہ کے عہد تک دین کے فروعی مسائل میں اہل علم کے فکر و بصیرۃ کو اختلاف ہوا ہے مگر ہم کسی ایک متبع سنت علم و بصیرۃ کے صاحب کو نہیں جانتے ہیں۔ جس نے اپنے فکر و نظر پر کسی وقت بھی کسی کو مجبور کیا ہے اور کسی فرقہ بنانے کی دعوت دی ہے۔ یا کسی دوسرے کے فکر و نظر پر انکار اور مقابلہ کا اعلان کیا ہے اہل علم کی باہمی مودت ترحم مخلصانہ مراسم اور ایک دوسرے سے افادہ اور استفادہ کے عقید تمندانہ تعلقات سب کو معلوم ہیں اور جانے پہچانے جا سکتے ہیں امام ابوحنیفہ اور امام مالک کی خندہ پیشانی کی مسرت افزا میل ملاقات اور ایک دوسرے سے حدیث کی روایت امام محمد کا امام مالک سے استفادہ اور تلمذ کا تعلق اور امام محمد سے امام شافعی اور امام شافعی سے امام احمد کی عقیدت اور شاگردی کے واقعات اور بغداد کے دربار میں امام شافعی کے لئے امام محمد کی ہمدردانہ کوششیں ثقہ اور ناقابل انکار شواہد ہیں کہ اہل علم اپنے فکر و بصیرۃ کے اختلافات کو دین میں اختلاف نہیں سمجھتے تھے اہل علم اپنے فکر کو دین کی حیثیت میں نہیں دیکھتے تھے بلکہ فکر و بصیرۃ کا اپنا مقام تھا۔ اور اسی تک اپنے انظار اور بصائر کو محدود رکھتے تھے۔ اہل علم نے کسی وقت بھی اپنے فکر و نظر سے اختلاف کرنے والے پر انکار نہیں کیا ہے۔ اور نہ کسی لعن و طعن سے یاد کرتے تھے بلکہ وہ حضرات اہل علم یہ سمجھتے تھے کہ ہر ایک صاحب نظر کو کتاب و سنت کی روشنی میں اپنے ذہن اور فکر بنانے کا حق پہنچتا ہے بات یہ ہے کہ جب ظالم امراء نے وحسن دوزی کا پرانا نسخہ باہر نکالا اور امراء و سلاطین کے اس لقمہ کو ارباب ہوٰی نے نگل لیا اور درباروں میں اعزاز اور مقام حاصل کرنے کے لئے اور قوم کے ٹکڑوں کو معاش بنانے کے لئے ارباب ھوٰی کو علم پر توجہ اور نزاعات و اختلافات سے دلچسپی تھی اور دین کے نام پر اونچی مجالس اور درباروں میں اختلافی مسائل کو پہنچا دیا اور ارباب ھوٰی کی بحثوں اور مجادلوں سے امراء کی مجالس اور دربار سجگئے تھے اور امراء نے ارباب ھوٰی کو من مانی کارروائیوں کے لئے خوب استعمال کیا اور عوام نے ھوٰی کے ایسے پتلوں کی یاوہ گوئیوں کو علماء کا وعظ اور دین بنا لیا عوام کو سمجھایا جاتا تھا کہ ان کو وعظ سنایا جا رہا ہے اور دین بتایا جا رہا ہے عوام نے ان کی معاشی دستگیری کی اور تقدس کا دم بھرا ایسے واعظوں نے زیادہ گرمی کیساتھ خواہشات کی تکمیل کے لئے امت کی وحدۃ کو فرقوں اور گروہوں میں تقسیم کر دیا اور ان پر شناخت کے نشانات لگا دئے اس قسم کے ارباب ھوٰی کی ایک شاخ بدزبان واعظوں کا ایسا گروپ ہے جس نے مسلمانوں کو نزاعات اور اختلافات کی تاریکیوں میں ڈال کر اسلام کے محاسن اور مکارم اخلاق کی روشنی سے محجوب کر دیا ہے۔ اور دین کے نام پر وعظ اور تبلیغ کی مجالس کو اہل علم کی بدگوئیوں سے بنجر اور شور زمین کی طرح بے رونق کر دیا ہے جس نے علم کو معاش اور دین کو بازار کا سودا بنا لیا ہے اور جن سے ایسے ارباب ہوٰی واعظوں کی امیدیں پوری ہوتی ہیں ان کے لئے دین کی سودا بازی کی دکانیں کھول دی ہیں۔ دین پسند اور عقل مند طبقہ نے ایسے واعظوں سے منہ موڑا اور یہ سمجھتے ہیں اگر یہ دین ہے تو اس کے سننے سے نہ سننا بہتر ہے۔ مسلمانوں کو اختلافات اور نزاعات میں الجھانا جس گروپ کا پیشہ اور زندگی کا بڑا کارنامہ ہے۔ ایسے لوگوں سے مسلمانوں کو دین کے سمجھانے اور دینی راہنمائی کی کیا توقع ہو سکتی ہے۔ قرآن شریف نے ایمان والوں کو بھائی بھائی قرار دیا ہے۔ اور ان کو باہمی نزاعات اور اختلافات کی اصلاح کی تلقین کی ہے اور ایسی محرکات اور اقدامات سے ایمان والوں کو روک دیا ہے جن سے ایمان والوں میں پھوٹ پڑنے کا اندیشہ اور ایمان لانے کے بعد فسق و فجور کے قریب ہونے کا خطرہ ہے قرآن شریف میں ارشاد ہے۔ مسلمان جو ہیں سو بھائی ہیں سو ملاپ کرا دو اپنے دو بھائیوں میں اور ڈرتے رہو اللہ سے تاکہ تم پر رحم ہو اے ایمان والو ٹھٹھا نہ کریں ایک لوگ دوسروں سے شاید وہ بہتر ہوں ان سے اور نہ عورتیں دوسری عورتوں سے شاید وہ بہتر ہوں ان سے اور عیب نہ لگاؤ ایک دوسرے کو اور نام نہ ڈالو چڑانے کو ایک دوسرے کے بُرا نام ہے گنہگاری ایمان کے پیچھے۔ مسلمان بھائی ہیں۔ ان کی جنگ اور صلح دونوں میں یہ ملحوظ رہے کہ دو بھائیوں کی لڑائی ہے یا مصالحت ان میں مصالحت کی پوری کوشش کرنی چاہیے اور اس کوشش کے وقت خدا سے ڈرنا چاہیے کسی ایک کی بیجا طرفداری اور انتقامی جذبہ سے کام نہ لیا جائے اور کم از کم یہ کوشش کرنی چاہئے کہ منافرت اور مخالفت کے جذبات زیادہ تیز اور مشتعل نہ ہوں جو حضرات فریقین کی مخالفت اور منافرت کو زیادہ تیز اور مشتعل کرنے کی کوشش کرتے ہیں ان کو یہ سوچنا چاہئے کہ وہ قرآن شریف کے اس ارشاد کی مخالفت پر دلیری کرتے ہیں اور یہ بھی معلوم ہو جانا چاہئے کہ ایک فریق جس فریق کا مذاق اڑا رہا ہے اللہ کے ہاں وہ اس سے بہتر ہوں مگر اس کو معلوم نہیں اور نہ ایک فریق دوسرے فریق میں کھوج لگا کر عیب نکالے اور برے ناموں اور برے القاب سے ایک فریق دوسرے فریق کو یاد نہ کرے ایسا کرنے سے نفرت میں ترقی ہوتی ہے اور فتنہ و فساد کی آگ زیادہ تیزی سے پھیلتی ہے اور جس فریق کو بُرے نام سے یاد کیا جاتا ہے وہ فریق اس برے نام سے بنتا ہے یا نہیں لیکن اس بُرے نام رکھنے والوں کا نام فاسق گنہگار مردم آزار پڑ گیا ہے۔ قرآن شریف کی یہ بیش بہا ہدایات ہیں اگر مسلمان ان کو سمجھیں اور جلسوں اور واعظوں میں ان پر عمل کریں اور اپنے مخالف فریق کے عیب نکالنے میں اپنا وقت ضائع نہ کریں اور مخالف فریق کا برے ناموں سے اعلان نہ کریں تو فسق اور مردم آزاری کے جرم سے اپنا بچاؤ کر سکتے ہیں اور ایک فریق کا دوسرے فریق کے قریب تر ہونا بہت ممکن اور سہل ہو سکتا ہے اور بنی نوع انسان کے افراد میں صلہ رحمی کے جذبات پیدا ہو سکتے ہیں۔ اور بنی آدم کے انسانی حقوق کی رعایت کے فریضہ سے سبکدوش ہونا ممکن ہو گا اور اسلامی فرقوں کے باہمی نزاعات اور اختلافات کی اصلاح اور راہ راست پر آنے کے لئے زمین ہموار ہو سکتی ہے اور آئے دن اسلام کے نام پر فتنہ و فساد کی تیزی ختم ہو جائے گی خدا کرے مسلمانوں میں فتنہ و فساد کی آگ لگانے والے رہنماؤں کو قرآن کی مذکورہ ہدایات پر اللہ تعالےٰ عمل کرنے کی توفیق بخشے

خطبۂ جمعہ ۱۵ر جمادی الاول ۸۳ھ مطابق ۴ر اکتوبر ۱۹۶۳ء

(۳)

مومنوں پر اللہ جل شانہٗ کا سب سے بڑا احسان

حضرت مولانا عوض محمد صاحب مدظلہٗ خلیفہ مجاز حضرت شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ

(مرتبہ:۔ مناظر حسین نظر)

جو کہتے ہیں اس پر عمل نہیں کرتے

مزید افسوس کی بات یہ ہے کہ ہم نماز میں یہ الفاظ زبان سے ادا کرتے ہیں نَخْلَعُ وَ نَتْرُكُ مَنْ يَّفْجُرُكَ ط قطع تعلق کرتے ہیں اور چھوڑتے ہیں اس شخص کو جو تیری نافرمانی کرتا ہے۔ مگر اس پر عمل نہیں کرتے۔ سارے بے نماز کنبے کو پالتے ہیں اور ان سے کوئی باز پرس نہیں کرتے ـــ نہ ان سے قطع تعلق کرتے ہیں اور نہ ہی انہیں چھوڑتے ہیں۔ بارگاہِ خداوندی میں کھڑے ہوکر یہ اعلان کرتے ہیں کہ ہم تیرے باغی سے قطع تعلق کرتے ہیں اور اس سے کوئی راہ و رسم نہیں رکھتے لیکن گھر میں آکر عمل اس کے خلاف ہوتا ہے اور خدا کے دس باغیوں کو پناہ دیتے اور ان کے خرچ کی کفالت کرتے ہیں ـــ کیا ایسے ہی موقعوں کے لئے لما تقولون مالا تفعلون نہیں کہا گیا؟

اللہ تعالیٰ ہمیں ہدایت عطا فرمائے اور اپنی سچی محبت اور اطاعت نصیب فرمائے۔ آمین ـــ

اللہ کی نعمتیں بے حد و حساب ہیں

برادرانِ اسلام! اللہ عزّوجلّ کے ہم پر بے حد حساب احسانات ہیں اور ہم ان احسانات کا کوئی بدلہ ادا نہیں کر سکتے ـــ اگر اس کی نعمتیں شمار کرنے.. بیٹھیں تو ساری کائنات مل کر اس کی چند نعمتوں کے شمار کا تصور بھی نہیں کر سکتی۔ اس نے ہمیں جسم دیا، ہاتھ دیئے پاؤں دیئے، آنکھیں دیں، آنکھوں میں بینائی دی، اعضاء کو علیحدہ علیحدہ اور متناسب بنایا اور پھر تندرستی ایسی نعمت سے نوازا۔ اگر ساری زمین کے خزانے ایک طرف ہوں اور تندرستی ایک طرف ہو تو انسان تندرستی کے بدلے تمام خزانے قربان کر دے گا مگر بیمار رہنا پسند نہیں کرے گا۔

ایک بادشاہ کا واقعہ

کہتے ہیں ایک بادشاہ کا پیشاب بند ہوگیا جو کسی صورت کھلنے میں نہ آتا تھا۔ بالآخر ایک فقیر آیا اور اس نے کہا اگر میری دوا سے پیشاب کھل جائے تو مجھے کیا دوگے؟ بادشاہ نے کہا" میں اپنی آدھی سلطنت بخش دوں گا" فقیر نے دوا دی پیشاب کھل گیا ـــ لیکن اب پیشاب بند ہونے میں نہ آتا تھا۔ بادشاہ جب تنگ آگیا تو اس فقیر کو طلب کیا اور کہا اب پیشاب بند کرو فقیر نے کہا " اگر پیشاب بند ہو جائے تو کیا دو گے؟ بادشاہ نے باقی آدھی سلطنت کی بھی پیشکش کر دی۔ چنانچہ فقیر نے دوا دی اور پیشاب بند ہوگیا اس پر فقیر نے کہا " لعنت ہے ایسی سلطنت پر جو دو قطرے پیشاب کے عوض ملے نہیں تو وہ دولت چاہیئے جو کبھی ختم نہ ہو اور ہمیشہ جس کی قیمت بڑھتی ہی رہے۔ اور وہ اعمال صالحہ اور اخلاص کی دولت ہے۔ جس کے بدلے خدا کی وسیع اور عریض جنت اسے ملے گی ـــ لیکن افسوس مسلمانوں کو اپنی زندگی کی قدر و قیمت کا پتہ نہیں چلتا۔ ۱۵ سال سن بلوغت تک پہنچنے کے اور ۱۵ سال نیند کے تو یونہی ضائع ہو جاتے ہیں باقی حصہ عمر بھی اگر یونہی غفلت میں گزر گیا تو زندگی کی کیا قیمت پڑے گی۔ چنانچہ مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنی زندگی کے ایک ایک لمحہ کے متعلق سوچے اور اسے یادِ خدا میں صرف کرنے کی کوشش کرے ـــ خدا کے ہاں انشاء اللہ اس کا وہ اجر ملے گا جو اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں ہوسکتا ـــ حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دو رکعت نماز نفل کی قدر و قیمت اللہ کے نزدیک اس قدر زیادہ ہے کہ دنیا و ما فیہا کی ساری دولت بھی اس کے سامنے ہیچ ہے۔

مگر کس قدر افسوس ہے کہ مسلمان کو اس کا احساس نہیں رہا ـــ اور وہ کنکتے لڑانے، لہو و لعب اور دیگر بُرے کاموں میں مصروف ہیں۔ خدا کی نافرمانی سے ذرا نہیں ہچکچاتے۔ ریل میں سفر کیجئے سارے کا سارا ڈبہ بے نماز نظر آئے گا، رمضان شریف میں سرِعام کھاتے پیتے دکھائی دیں گے۔ ذرا شرم اور لحاظ نہیں رہا۔

یاد رکھو! فرشتے آپ کی ایک

ایک بات لکھتے جاتے ہیں۔ اور قیامت کے دن ہر چیز کا حساب دینا ہوگا۔ دیکھو! اپنے مقصدِ تخلیق کو نہ بھولو ـــ حیوانات تک اپنے تخلیق کے مقصد کو جانتے ہیں۔ مگر انسان ہی نادان ہوگیا ہے کہ اپنے مقصدِ تخلیق کو بھلا بیٹھا ہے اور اس طرح جانوروں سے بھی بدتر ہوکر رہ گیا۔

اے انسان! تجھے یہ حقیقت ہرگز نہ بھولنی چاہیئے کہ جہان تیرے لئے ہے، دنیا و آخرت تیرے لئے ہے مگر تو صرف ربِ ذوالجلال کے لئے ہے۔ تیری پیشانی اللہ تعالیٰ نے خالص اپنے دروازے کے لئے مخصوص کی ہے اُسے کسی دوسرے کے آستانے پر جھکانا خدا کی نافرمانی اور خود انسانیت کی توہین ہے۔

یہ کس قدر احسان ناآشناسی اور بے انصافی ہے کہ کھائے تو انسان خدا کا دیا ہُوا، نعمتوں سے اُس کی متمتع ہو، جسم کا ہر ہر عضو اور زندگی پہ ہر راحت اُسی کی عطا کردہ ہو مگر جب سجدہ ریز ہونے کا وقت آئے، سرِتسلیم خم کرنے کی ضرورت ہو تو دُوسرے دروازوں کی دُھول چاٹے اور اس پر طرّہ یہ کہ مسلمان بھی کہلائے ـــ

حالی مرحوم نے بجا فرمایا تھا ؎

کرے غیر گر بُت کی پوجا تو کافر
جو ٹھہرائے بیٹا خدا کا تو کافر
جھکے آگ پہ بہر سجدہ تو کافر
کواکب میں مانے کرشمہ تو کافر
مگر مومنوں پر کشادہ ہیں راہیں
پرستش کریں شوق سے جس کی چاہیں
نبی کو جو چاہیں خدا کر دکھائیں
اماموں کا رتبہ نبیؑ سے بڑھائیں ۴
۴۔ مزاروں پہ دن رات نذریں چڑھائیں ٭ شہیدوں سے جا جا کے مانگیں دعائیں ٭ نہ توحید میں کچھ خلل اس سے آئے ٭ نہ اسلام بگڑے نہ ایمان جائے

(باقی باقی)

(آخری قسط)

سورۃ المجادلہ کی شرح

امام انقلاب حضرت مولانا عبید اللہ سندھی کے

مرتبہ :۔ کیپٹن غازی خدا بخش ولبشیر احمد بی اے لاہور

ع۱۹ :۔ اِسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطٰنُ
فَاَنْسٰهُمْ ذِكْرَ اللّٰهِ ط اُولٰٓئِكَ حِزْبُ
الشَّيْطٰنِ ط اَلَآ اِنَّ حِزْبَ الشَّيْطٰنِ هُمُ
الْخٰسِرُوْنَ ٥

ان پر شیطان چھا گیا ہے اور اس نے ان کو اللہ کی بھیجی ہوئی یاد دہانی بھلا دی ہے یہ حزب الشیطان ہے اور خبردار حزب الشیطن ہمیشہ ناکام ہی رہتا ہے۔

شکست کی مکرر پیشگوئی

یعنی شیطان نے ان کو تورات بھلا دی ہے اور ان کی کوششیں صرف کھانے پینے اور دنیاوی عزت و جاہ کے حصول تک محدود رہ گئی ہیں۔ تورات ...... کو زندہ کرنے والا نبی آیا ہے تو یہ اس کی مخالفت کرنے لگ گئے ہیں یہ کیسے احمق ہیں؟ یہ حزب الشیطن ہیں یہ حزب اللہ کے مقابلے میں کبھی کامیاب نہ ہوں گے۔

ع۲۰ :۔ اِنَّ الَّذِيْنَ يُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ
وَرَسُوْلَهٗٓ اُولٰٓئِكَ فِى الْاَذَلِّيْنَ ٥

جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں وہ ذلیل لوگوں میں سے ہیں۔ بھلا اس سے ذلیل تر کون ہو سکتا ہے جو اپنے دین اور اپنی قوم کی مخالفت شروع کر دے؟ پس یہ لوگ دنیا ہی میں ذلیل ہونگے

ع۲۱ كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِىْ ط
اِنَّ اللّٰهَ قَوِىٌّ عَزِيْزٌ ٥

اللہ نے لکھ دیا ہے ... کہ لاریب میں اور میرے رسول ہی غالب آیا کرتے ہیں یقیناً اللہ زور عزت دینے والا ہے۔

اللہ کا یہ قاعدہ تمام آسمانی کتابوں میں مرقوم ہے۔ پس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا غلبہ مقدر ہے اور ان کا غلبہ گویا تمام رسولوں کا غلبہ ہے

ع۲۲ لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ
وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ
اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ
اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ
عَشِيْرَتَهُمْ ط اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِىْ
قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ
مِّنْهُ ط وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِىْ
مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ط
رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ط
اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ ط اَلَآ اِنَّ حِزْبَ
اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ٥

تجھے ایسے آدمی نہیں ملیں گے جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہوئے اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرنے والوں سے دوستی گانٹھیں، چاہے یہ مخالفین ان کے آباؤ ابناء اور بھائی بند اور اہل قبیلہ ہی کیوں نہ ہوں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان رقم کر دیا ہے اور اپنی طرف سے روح سے مدد دی ان کو اللہ ایسی جنتوں میں داخل کرتا ہے جن کے نیچے پانی کے سوتے بہتے ہیں اور ان میں ہمیشہ رہیں گے اللہ ان سے راضی ہو گیا اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے یہ حزب اللہ ہے اور یقیناً ہمیشہ حزب اللہ ہی غالب رہتا ہے

رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمْ۔ اللہ ان سے راضی ہے اس لئے جب قرآن کی حکومت پیدا ہوگی تو وہی اس کے حاکم ہونگے

رَضُوْا عَنْهُ۔ وہ اللہ کی اس کتاب کو چھوڑ کر اور کچھ نہیں چاہتے وہ اس پر راضی ہیں۔

الْمُفْلِحُوْنَ ٥ حزب اللہ ہی ہمیشہ غالب رہا ہے اور قاعدے کے مطابق اب بھی یہی کامیاب و کامران ہوگا۔ حزب الشیطن ہرگز کامیاب نہ ہو سکے گا

الحمد للہ کہ سورہ المجادلہ کے ضروری نوٹ تو جو حضرت امام انقلاب سندھیؒ نے لکھائے تھے۔ ہدیہ قارئین کرام کر دیئے گئے۔ اللہ تعالےٰ ہمیں ان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

امام ولی اللہؒ اور انقلاب

محض لوٹ مار کرنے کے لئے مرنے کی تیاری کر لی جائے تو اسے انقلاب نہیں کہتے انقلاب کے لئے پہلے ایک امر حق معین کرنا ضروری ہے پھر اسے کسی خطۂ زمین جائے گیر کرنے کے لئے جدو جہد کرنا لازم ہے اس امر حق کو کسی جگہ قائم کرنے کے لئے جدو جہد میں جان و مال سب کچھ قربان کر دینے کا نام انقلاب ہے۔

امام ولی اللہ دہلویؒ کی تعلیمات کا تمامتر رنگ قرآن حکیم کی پیروی میں انقلابی ہے۔ اگر انقلاب سے مراد یہ ہے کہ کسی تحریک کا ایک نصب العین ہو تو یہ سب چیزیں حضرت امام کی تعلیمات سے صاف طور پر سمجھ میں آجاتی ہیں۔

ان کے نزدیک انقلاب کا نصب العین قرآن حکیم کی یہ آیت ہے

هُوَ الَّذِىْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى
وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ
وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ٥

یعنی خداوند تعالےٰ نے اپنے رسول حضرت محمدؐ کو ہدایت اور قانون پختہ دے کر اس لئے بھیجا کہ وہ اسے تمام دینوں پر غالب کرے خواہ مشرک لوگ اسے ناپسند ہی کیوں نہ کریں (ازالۃ الخفاء مکمل)

جلسہ

مورخہ بارہ ۱۲ نومبر ۱۹۶۳ء بروز منگل حضرت مولانا عبید اللہ انور مد جانشین حضرت شیخ التفسیرؒ حضرت مولانا احمد علیؒ بمقام شہر سرگودھا سٹلائٹ بی بلاک مسجد فاروق اعظمؓ زیر صدارت جناب میاں خان محمد صاحب کلیاں ممبر صوبائی اسمبلی بعد از نماز عشاء تقریر فرمائیں گے علاوہ ازیں بعض دیگر مقرر حضرات بھی تشریف لائیں گے

الداعی انتظامیہ کمیٹی مسجد فاروق اعظمؓ
سٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا شہر۔

دوزخ کی بھڑکتی ہوئی آگ

محمد شفیع عمرالدین

اے پسر از عاقبت غافل مباش

اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ پر ایمان نہ لانے والوں کیلئے دوزخ کی آگ ہے

(۱) وَمَنْ لَّمْ يُؤْمِنْ بِاللهِ وَرَسُوْلِهٖ فَاِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ سَعِيْرًا ۝

(الفتح آیت ۱۳)

ترجمہ! اور جو لوگ اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان نہیں لائے سو ہم نے ایسے کافروں کے لئے بھڑکتی ہوئی آگ تیار کر رکھی ہے۔
حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-
"جو شخص اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کا کہا نہ مانے اس کے لئے دوزخ ہے"۔

۲- فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ بِهٖ وَمِنْهُمْ مَّنْ صَدَّ عَنْهُ ؕ وَكَفٰى بِجَهَنَّمَ سَعِيْرًا

(النساء آیت ۵۵ - ۶ - ۸)

ترجمہ! پھر ان میں سے کوئی اس پر ایمان لایا اور کوئی اس سے ہٹ گیا - اور دوزخ کی بھڑکتی ہوئی آگ کافی ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ جو آپؐ کی رسالت اور آپ پر نازل شدہ کتاب (قرآن) پر ایمان نہ لائیں گے وہ کافر ہیں - ان کے لئے دوزخ کی بھڑکتی ہوئی آگ ہے

لہٰذا

سب انسانوں اور جملہ اقوامِ عالم کے لئے چھٹکارے کی اب ایک ہی راہ ہے کہ آپؐ پر ایمان لائیں - اور قرآن کریم اور اس کی عملی شرح حدیث شریف کو اپنی زندگی کا دستور العمل بنائیں

(۳) قُلْ كَفٰى بِاللهِ شَهِيْدًۢا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًۢا بَصِيْرًا ۝ وَمَنْ يَّهْدِ اللهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِهٖ ؕ وَنَحْشُرُهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ عُمْيًا وَّبُكْمًا وَّصُمًّا ؕ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنٰهُمْ سَعِيْرًا ۝ (بنی اسرائیل آیت ۹۶، ۹۷)

ترجمہ! کہہ دو کہ اللہ میرے اور تمہارے درمیان گواہ کافی ہے - بے شک وہ اپنے بندوں سے خبردار دیکھنے والا ہے - اور جسے اللہ راہ دکھا دے وہی راہ پانے والا ہے - اور جسے گمراہ کر دے پھر تو ان کے لئے اللہ کے سوا کوئی دوست نہیں پائے گا - اور ہم انہیں قیامت کے دن منہ کے بل اندھے، گونگے بہرے کر کے اٹھائیں گے - ان کا ٹھکانا دوزخ ہے - جب بجھنے لگے گی تو ان پر اور بھڑکا دینگے۔

حاشیہ حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ

(۱) وہ کہتے ہیں " اَوْ تَاْتِيَ بِاللهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ قَبِيْلًا " یعنے خدا سامنے آ کر تصدیق کرے تب مانیں - تو فرمایا خدا اب بھی اپنے فعل سے میری تصدیق کر رہا ہے - آخر وہ مجھ کو دیکھتا ہے کہ میں نبوت کا دعویٰ کر رہا ہوں - اور میرے ظاہری و باطنی احوال سے پورا خبردار ہے - اس پر میرے ہاتھ اور زبان پر برابر وہ علمی و عملی نشانات ظاہر فرماتا رہتا ہے، جو خارق عادت اور اس کے عام قانونِ قدرت سے کہیں بلند و برتر ہیں میرے مقاصد کو یوماً فیوماً کامیاب اور وسیع الاثر بناتا ہے اور تکذیب کرنے والوں کو قدم قدم پر متنبہ کرتا ہے - کہ اس رفتار سے تم فلاح نہیں پا سکتے - کیا یہ خدا کی طرف سے کھلی ہوئی فعلی شہادت نہیں - کہ میں اپنے دعوے میں سچا ہوں؟ کیا ایک مفتری کے ساتھ ایسا معاملہ خدا کر سکتا تھا؟

۲- یعنی خدا کی توفیق و دستگیری ہی سے آدمی راہِ حق پر چل کر منزلِ مقصود تک پہنچ سکتا ہے - جس کی بدبختی اور تعنت کی وجہ سے خدا دستگیری نہ فرمائے اسے کون ہے جو ٹھیک راستہ پر لگا سکے۔

۳- یہ قیامت کے بعض مواطن میں ہوگا کہ کافر منہ کے بل گونگے کر کے چلائے جائیں گے - حدیث میں ہے - صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! منہ کے بل کس طرح چلیں گے - فرمایا جس نے آدمی کو پاؤں سے چلایا وہ قادر ہے کہ سر سے چلا دے - باقی فرشتوں کا جہنمیوں کو منہ کے بل گھسیٹنا دوزخ میں داخل ہونے کے بعد ہوگا — يَوْمَ يُسْحَبُوْنَ فِي النَّارِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ — (القمر رکوع ۳)

ترجمہ! جس دن گھسیٹے جائیں گے آگ میں اوندھے منہ)

حاصل

یہ نکلا کہ جو آپؐ کی رسالت کا انکار کرے گا - وہ دوزخ میں جائے گا۔

(۴) اِنَّ اللهَ لَعَنَ الْكٰفِرِيْنَ وَاَعَدَّ لَهُمْ سَعِيْرًا ۝ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۚ لَا يَجِدُوْنَ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ۝

(الاحزاب آیت ۶۴ - ۶۵)

ترجمہ! بے شک اللہ نے کافروں پر لعنت کی ہے - اور ان کے لئے دوزخ تیار کر رکھا ہے - وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے - نہ کوئی دوست پائیں گے اور نہ کوئی مددگار۔

حاشیہ حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ

(۱) اسی پھٹکار کا اثر ہے کہ لاطائل سوالات کرتے ہیں - انجام کی فکر نہیں کرتے"۔

کافروں کا ایک سوال تکذیب اور استہزاء کے طور پر یہ تھا کہ قیامت کس دن آئے گی؟ حالانکہ اس کے آنے کا صحیح وقت اللہ تعالےٰ نے اپنے بندوں سے پوشیدہ رکھا ہے - ہاں اتنا فرما دیا کہ وہ وقت قریب ہے تاکہ بندہ اس دن کے لئے تیاری کرے - کفار صرف بے فائدہ باتیں پوچھنے اور عملی طور پر کچھ نہ کرنے کے باعث اللہ تعالےٰ کی رحمت سے دور رہ گئے۔

ہمیں چاہیئے کہ بے فائدہ کرید کرید کر باتیں نہ پوچھتے رہیں - بلکہ عملی طور پر کچھ کرنے والے بنیں - لہٰذا کفار کی روش ایک مسلمان کے لئے زیبا اور روا نہیں۔

۵- اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا ۝ اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ سَلٰسِلَا۟ وَاَغْلٰلًا وَّسَعِيْرًا ۝ (الدھر آیت ۳-۴)

ترجمہ! بے شک ہم نے اسے راستہ دکھا دیا - یا تو وہ شکر گزار ہے - اور یا ناشکرا - بے شک ہم نے کافروں کے لئے زنجیریں اور طوق اور دہکتی آگ تیار کر رکھی ہے۔

حاشیہ حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ

(۱) "یعنی اولاً اصل فطرت اور پیدائشی

عقل و فہم سے، پھر دلائل عقلیہ و نقلیہ سے نیکی کی راہ سجھائی۔ جس کا مقتضیٰ یہ تھا کہ سب انسان ایک راہ چلتے۔ لیکن گردوپیش کے حالات اور خارجی عوارض سے متاثر ہو کر سب ایک راہ پر نہ رہے۔ بعض نے اللہ کو مانا اور اس کا حق پہچانا۔ اور بعض نے ناشکری کی۔ اور ناحق کوشی پر کمر باندھ لی۔ آگے دونوں کا انجام مذکور ہے۔

(۲) "یعنی جو لوگ رسم و رواج اور اوہام وظنون کی زنجیروں میں جکڑے رہے۔ اور غیر اللہ کی حکومت و اقتدار کے طوق اپنے گلوں سے نکال نہ سکے۔

بلکہ

حق و حاملین حق کے خلاف دشمنی اور لڑائی کی آگ بھڑکانے میں عمریں گزار دیں کبھی بھول کر اللہ کی نعمتوں کو یاد نہ کیا نہ اس کی سچی فرمانبرداری کا خیال دل میں لائے۔ ان کے لئے اللہ تعالیٰ نے

آخرت

میں دوزخ کے طوق و سلاسل اور بھڑکتی ہوئی آگ تیار کر رکھی ہے۔"

(۲) قیامت کو جھٹلانے والوں کے لئے دوزخ کی آگ تیار ہے

۱۔ بَلْ كَذَّبُوا بِالسَّاعَةِ وَأَعْتَدْنَا لِمَنْ كَذَّبَ بِالسَّاعَةِ سَعِيرًا

(الفرقان آیت ۱۱)

ترجمہ! بلکہ انہوں نے تو قیامت کو جھوٹ سمجھ لیا ہے۔ اور ہم نے اس کے لئے آگ تیار کی ہے جو قیامت کو جھٹلاتا ہے

حاشیہ حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی رح

"اگر یہ قیامت کے قائل ہوتے تو حضور انور کے وجود مسعود کو سراسر رحمت خیال کرتے، جس طرح مریض کے لئے حکیم حاذق کا میسر آنا سراسر رحمت ہوتا ہے۔ مکذبین قیامت کی سزا جہنم ہے۔"

قیامت کا آنا یقینی ہے

۲۔ فَهَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا السَّاعَةَ أَنْ تَأْتِيَهُمْ بَغْتَةً ۚ فَقَدْ جَاءَ أَشْرَاطُهَا ۚ فَأَنَّى لَهُمْ إِذَا جَاءَتْهُمْ ذِكْرَاهُمْ ۝

(محمد آیت ۱۸)

ترجمہ! پھر کیا وہ اس گھڑی کا انتظار کرتے ہیں کہ ان پر ناگہاں آئے بیں تحقیق اس کی علامتیں ظاہر ہو چکی ہیں۔ پھر جب وہ آگئی تو ان کا سمجھنا کیا فائدہ دے گا

حاشیہ حضرت شیخ الاسلام مولانا عثمانی رح

"قرآن کی نصیحتیں، گزشتہ اقوام کی عبرت ناک مثالیں، اور جنت و دوزخ کے وعدہ و وعید سب سن چکے۔

اب

ماننے کے لئے کس وقت کا انتظار ہے یہی کہ قیامت کی گھڑی ان کے سر پر اچانک آ کھڑی ہو۔ سو قیامت کی

نشانیاں

تو آ چکیں، اور جب خود قیامت آ کھڑی ہوگی اس وقت ان کے لئے سمجھ حاصل کرنے اور ماننے کا موقعہ کہاں باقی رہے گا۔ یعنی وہ سمجھنا اور ماننا بیکار ہے

کیونکہ

اس پر نجات نہیں ہو سکتی

حضرت شاہ صاحب

لکھتے ہیں۔ "بڑی نشانی قیامت کی ہمارے نبی ص کا پیدا ہونا ہے۔ سب نبی خاتم النبیین ص کی راہ دیکھتے تھے۔ جب وہ آ چکے، مقصود تخلیق عالم کا حاصل ہو چکا۔ اب قیامت ہی باقی ہے۔"

قیامت کے بارے میں احادیث

(۱) بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ يَعْنِي إِصْبَعَيْهِ السَّبَّابَةَ وَالْوُسْطَى۔

(مشارق الانوار بحوالہ بخاری و مسلم)

ترجمہ! میں اور قیامت متصل ہوئے۔ جیسے یہ دونوں۔ حضرت ص نے اپنی دونوں انگلیوں، کلمے کی انگلی اور بیچ کی انگلی کی طرف اشارہ کیا۔

(ف) حضرت ص خاتم النبیین ہیں۔ حضرت ص کے بعد کوئی پیغمبر نہیں۔ قیامت تک حضرت کا دین قائم رہے گا۔ تو حضرت ص میں اور قیامت میں کوئی حائل نہ ٹھہرا۔

(۲) مسلم میں حذیفہ بن اُسید سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ قیامت نہیں ہونے کی جب تک دس نشانیاں پہلے نہ ہو لیں گی۔

(۱) پورب میں زمین کا دھنس جانا
(۲) پچھم میں زمین کا دھنسنا
(۳) عرب کے ٹاپو میں زمین کا دھنسنا
(۴) دھواں کہ عالم میں پھیلے گا،
(۵) دجال کا نکلنا
(۶) دابۃ الارض (زمین کا جانور) نکلنا
(۷) یاجوج ماجوج کا نکلنا
(۸) سورج کا مغرب سے نکلنا
(۹) آگ جو عدن کے کنارے سے نکلے گی اور لوگوں کو ہانکتی ہوئی شام کے ملک تک لے جائے گی

(۱۰) مسلم نے اس حدیث میں دسویں نشانی روایت نہیں کی۔ لیکن اس حدیث میں دسویں نشانی حضرت عیسےٰ علیہ السلام کا آسمان سے اترنا ہے (مشارق الانوار)

(۳) لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَعُودَ أَرْضُ الْعَرَبِ مُرُوجًا وَأَنْهَارًا۔

(مشارق الانوار بحوالہ مسلم)

ترجمہ! قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ عرب کی زمین چراگاہ سبزہ زار نہروں والی نہ ہو جائے

(۴) لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى لَا يُقَالَ فِي الْأَرْضِ اللهُ اللهُ (ایضاً بحوالہ مسلم)

ترجمہ! قیامت نہ قائم ہوگی یہاں تک کہ نہ کہا جائے گا اللہ اللہ

(ف) اس حدیث کے دو مطلب ہیں ایک تو یہ کہ قیامت اس وقت آئے گی کہ زمین پر کوئی اللہ اللہ نہ کہے گا یعنی سب کافر ہو جائیں گے۔ دوسرا مطلب یہ کہ قیامت اس وقت ہوگی کہ گناہ پر کوئی انکار نہ کرے گا۔ یعنی اس وقت کوئی اتنا بھی گنہگار بدکار سے نہ کہے گا کہ اے خدا سے ڈر، خدا سے ڈر

لہذا

قیامت سے ہرگز غافل نہ رہنا چاہیئے۔ حدیث میں وارد ہے کہ قیامت قائم ہو جائے گی۔ حالانکہ آدمی اونٹنی دوہتا ہوگا اور برتن اس کے منہ تک نہ پہنچا ہوگا (یعنی دودھ پینے نہ پائے گا)، کہ قیامت آ جائے گی۔ دو شخص کپڑے کی خرید و فروخت کرتے ہوں گے۔ سو وہ خرید و فروخت ختم نہ کر چکے ہوں گے کہ قیامت آ جائے گی ایک شخص اپنا حوض درست کر رہا ہوگا۔ سو اس کو درست کر کے پھرا نہ ہوگا کہ قیامت آ جائے گی (ایضاً بحوالہ مسلم)

(۳) وَكَذَٰلِكَ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لِتُنْذِرَ أُمَّ الْقُرَىٰ وَمَنْ حَوْلَهَا وَتُنْذِرَ يَوْمَ الْجَمْعِ لَا رَيْبَ فِيهِ ۚ فَرِيقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيقٌ فِي السَّعِيرِ

(الشوریٰ آیت ۷)

ترجمہ! اور اسی طرح ہم نے آپ پر عربی زبان میں قرآن نازل کیا تاکہ آپ مکہ والوں اور اس کے آس پاس والوں کو ڈرائیں۔ اور قیامت کے دن سے بھی

ڈرائیں۔ جس میں کوئی شبہ نہیں۔ (اس روز) ایک جماعت جنت میں ہوگی اور ایک جہنم میں ہوگی ــــ

حاشیہ حضرت مولانا عثمانی رح

(۱) "ام القریٰ" بڑا گاؤں، فرمایا مکہ معظمہ کو کہ سارے عرب کا مجمع وہاں ہوتا ہے۔ اور ساری دنیا میں اللہ کا گھر وہیں ہے۔ اور وہی گھر روئے زمین پر سب سے پہلی عبادت گاہ قرار پائی۔ بلکہ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ابتدائے آفرینش سے اللہ تعالیٰ نے اسی جگہ سے پھیلانا شروع کیا جہاں خانہ کعبہ واقع ہے۔ اور مکہ کے آس پاس سے اول ملک عرب اس کے بعد ساری دنیا مراد ہے

(۲) یعنی آگاہ کردیں کہ ایک دن آنے والا ہے۔ جب تمام اگلے پچھلے خدا کی پیشی میں حساب کے لئے جمع ہوں گے یہ ایک یقینی اور طے شدہ بات ہے۔ جس میں کوئی دھوکا، فریب اور شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔ چاہیئے کہ اس دن کے لئے آدمی تیار ہو جائے۔ اُس وقت آدمی دو فرقوں میں تقسیم ہوں گے ایک فرقہ جنتی اور ایک دوزخی، سوچ لو کہ تم کو کس فرقہ میں شامل ہونا چاہیئے اور اس میں شامل ہونے کے لئے کیا سامان کرنا چاہیئے۔

پہلے فرقے کا حال

فَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ ۝
فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَسِيرًا ۝ وَيَنْقَلِبُ إِلَىٰ أَهْلِهِ مَسْرُورًا ۝

(الانشقاق آیت ۷-۹)

ترجمہ: پھر جس کا اعمالنامہ اس کے دائیں ہاتھ میں دیا گیا تو اس سے آسانی کے ساتھ حساب لیا جائے گا۔ اور وہ اپنے اہل و عیال میں خوش واپس آئے گا۔

یعنی

مومن جسے دنیا میں قیامت کے دن کا کھٹکا تھا۔ اور نیک اعمال بجا لانے میں لگا رہتا تھا اسے اس کا اعمالنامہ دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔ اس کا حساب و کتاب آسان ہوگا۔ محض اعمالنامہ دکھا کر جنت میں بھیجا جائے گا۔ وہاں وہ اپنے مومن اہل و عیال کے ساتھ بے غم اور خوش ہوگا

دوسرے فرقے کا حال

وَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ وَرَاءَ ظَهْرِهِ ۝ فَسَوْفَ يَدْعُو ثُبُورًا ۝ وَيَصْلَىٰ سَعِيرًا ۝ إِنَّهُ كَانَ فِي أَهْلِهِ مَسْرُورًا ۝ إِنَّهُ ظَنَّ أَنْ لَنْ يَحُورَ ۝

(الانشقاق آیت ۱۰-۱۳)

ترجمہ! اور لیکن جس کا اعمالنامہ پیٹھ پیچھے سے دیا گیا تو وہ موت کو پکارے گا۔ اور دوزخ میں داخل ہوگا۔ بے شک وہ اپنے اہل و عیال میں بڑا خوش و خرم تھا بے شک اس نے سمجھ لیا تھا کہ ہرگز لوٹ کر نہ جائے گا۔

یعنی

مومن کے برعکس یہ کافر کا قیامت کے دن جو حال ہوگا اس کا نقشہ ہے۔ جو نفسانی خواہشات کا بندہ تھا۔ دنیا میں اپنے اہل و مال کے ساتھ فرحاں و شاداں تھا۔ دنیاوی عیش عشرت میں آخرت سے بالکل بے پرواہ اور غافل تھا۔ آج اسے اس کا اعمال نامہ پیٹھ پیچھے سے دیا جائے گا۔ وہ ڈر کے مارے موت اور ہلاکت کو پکارے گا۔ مگر اب کہاں اسے دوزخ میں ڈالا جائے گا

(۳) شیطان کے پیرو دوزخ میں جائینگے

(۱) إِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوهُ عَدُوًّا ۚ إِنَّمَا يَدْعُو حِزْبَهُ لِيَكُونُوا مِنْ أَصْحَابِ السَّعِيرِ ۝ (فاطر آیت ۶)

ترجمہ! بے شک شیطان تو تمہارا دشمن ہے۔ سو تم بھی اسے دشمن سمجھو۔ وہ تو اپنی جماعت کو بلاتا ہے تاکہ وہ دوزخیوں میں سے ہو جائیں۔

حاشیہ حضرت مولانا عثمانی رحمۃ اللہ علیہ

"یعنی قیامت آنی ہے اور یقیناً سب کو اللہ کی بڑی بڑی عدالت میں حاضر ہونا ہے۔ اس دنیا کی ٹیپ ٹاپ اور فانی عیش و بہار پر نہ پھولو۔ اور اس مشہور دغا باز شیطان کے دھوکہ میں مت آؤ۔ وہ تمہارا ازلی دشمن ہے۔ کبھی اچھا مشورہ نہ دے گا۔ یہ ہی کوشش کرے گا کہ اپنے ساتھ تم کو بھی دوزخ میں پہنچا کر چھوڑے طرح طرح کی باتیں بنا کر خدا اور آخرت سے غافل کرتا رہے گا۔ چاہیئے کہ تم دشمن کو دشمن سمجھو۔ اُس کی بات نہ مانو۔ اُس پر ثابت کردو۔ کہ ہم تیری مکاری کے جال میں پھنسنے والے نہیں۔ خوب سمجھتے ہیں کہ تو دوستی کے لباس میں بھی دشمنی کرتا ہے"

(۴) گمراہ باپ دادا جو شیطانی راہ پر چلے ہوں انکی پیروی دوزخ میں لے جائیگی۔

وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّبِعُوا مَا أَنْزَلَ اللَّهُ قَالُوا بَلْ مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا ۚ أَوَلَوْ كَانَ الشَّيْطَانُ يَدْعُوهُمْ إِلَىٰ عَذَابِ السَّعِيرِ ۝ (لقمان آیت ۲۱)

ترجمہ! اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اس پر چلو جو اللہ نے نازل کیا ہے تو کہتے ہیں کہ ہم تو اس پر چلیں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے کیا اگرچہ شیطان ان کے بڑوں کو دوزخ کی طرف بلاتا رہا ہو۔

"جب ان کو کہا جاتا ہے کہ خدا کی نازل کردہ وحی کی اتباع کرو تو نری بے حیائی کا جواب دیتے ہیں کہ ہم تو اپنے اگلوں کی تقلید کریں گے گو اُن کے باپ دادے محض بے عقل اور بے راہ تھے۔ اور اس نے انہیں دوزخ کی راہ پر ڈال دیا تھا۔ یہ تھے ان کے سلف یہ ہیں ان کے خلف۔" (تفسیر ابن کثیر)

(۵) شیطان کے آلہ کار بن کر اللہ کے معاملے میں جھگڑنے والے دوزخ میں جائیں گے

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُجَادِلُ فِي اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَيَتَّبِعُ كُلَّ شَيْطَانٍ مَرِيدٍ ۝ كُتِبَ عَلَيْهِ أَنَّهُ مَنْ تَوَلَّاهُ فَأَنَّهُ يُضِلُّهُ وَيَهْدِيهِ إِلَىٰ عَذَابِ السَّعِيرِ ۝

(الحج آیت ۳-۴)

ترجمہ! اور بعضے وہ لوگ ہیں جو اللہ کے معاملہ میں بے سمجھی سے جھگڑتے ہیں۔ اور ہر شیطان سرکش کے کہنے پر چلتے ہیں۔ جس کے حق میں لکھا جا چکا ہے کہ جو اسے یار بنائے گا تو وہ اسے گمراہ کرکے رہے گا۔ اور اسے دوزخ کے عذاب کا راستہ دکھائیگا۔

حاشیہ حضرت مولانا عثمانی رح

(۱) "یعنی اللہ تعالیٰ جن باتوں کی خبر دیتا ہے ان میں یہ لوگ جھگڑتے ہیں اور جہل و بے خبری سے عجیب احمقانہ شبہات پھیلاتے ہیں۔

چنانچہ

قیامت، بعث بعد الموت اور جزا و سزا وغیرہ پر ان کا بڑا اعتراض یہ ہے کہ جب آدمی مر کر گل سڑ گیا اور ہڈیاں تک ریزہ ریزہ ہوگئیں تو یہ کیسے سمجھ

میں آئے کہ وہ پھر زندہ ہوکر اصلی حالت پر لوٹ آئے گا

(۲) یعنی جن یا آدمیوں میں کا شیطان اس کو اپنی طرف بلائے یہ فوراً اُسی کے پیچھے چل پڑتا ہے گویا گمراہ ہونے کی ایسی استعداد رکھتا ہے کہ کوئی شیطان کسی طرف پکارے یہ اس پر لبیک کہنے کو تیار رہتا ہے۔

(۳) یعنی شیطان مُرید کے متعلق یہ طے شُدہ امر ہے کہ جو اس کی رفاقت اور پیروی کرے وہ اپنے ساتھ اُسے بھی لے ڈوبتا ہے۔ اور گمراہ کر کے دوزخ دیے نہیں چھوڑتا۔"

۶۔ یتیموں کا مال ناحق کھانے والے دوزخ میں جائیں گے

اِنَّ الَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ اَمْوَالَ الْیَتٰمٰی ظُلْمًا اِنَّمَا یَاْکُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا ط وَسَیَصْلَوْنَ سَعِیْرًا ہ (النساء آیت ۱۰)

ترجمہ! بے شک جو لوگ یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں۔ وہ اپنے پیٹ آگ سے بھرتے ہیں۔ اور عنقریب آگ میں داخل ہوں گے۔

اللہ تعالےٰ نے یتیم کے مال کے قریب بدنیتی سے جانے سے منع فرمایا ہے

وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْیَتِیْمِ اِلَّا بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ حَتّٰی یَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ص

(بنی اسرائیل آیت ۳۴)

ترجمہ:۔ اور یتیم کے مال کے پاس نہ جاؤ۔ مگر جس طریقہ سے کہ بہتر ہو جب تک وہ اپنی جوانی کو پہنچے

(۷) بے وقت کا پچھتاوہ

دوزخیوں سے دوزخ کے داروغہ پوچھیں گے ــــ

اَلَمْ یَاْتِکُمْ نَذِیْرٌ ہ (الملک آیت ۸)

ترجمہ! کیا تمہارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تھا؟

وہ جواب دیں گے

بَلٰی قَدْ جَآءَنَا نَذِیْرٌ لا (الملک آیت ۹)

ترجمہ۔ ہاں بے شک ہمارے پاس ڈرانے والا آیا تھا

مگر

فَکَذَّبْنَا وَقُلْنَا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ مِنْ شَیْءٍ ج صلے اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِیْ ضَلٰلٍ کَبِیْرٍ ہ

(الملک آیت ۹)

ترجمہ! پس ہم نے جھٹلا دیا اور کہہ دیا کہ اللہ نے کچھ بھی نازل نہیں کیا تم خود بڑی گمراہی میں پڑے ہوئے ہو

نیز افسوس کریں گے

وَقَالُوْا لَوْ کُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا کُنَّا فِیْ اَصْحٰبِ السَّعِیْرِ ہ

(الملک آیت ۱۰)

ترجمہ۔ اور کہیں گے کہ اگر ہم نے سُنا یا سمجھا ہوتا تو ہم دوزخیوں میں نہ ہوتے۔

فَاعْتَرَفُوْا بِذَنْۢبِهِمْ ج فَسُحْقًا لِّاَصْحٰبِ السَّعِیْرِ ہ (الملک آیت ۱۱)

ترجمہ! پھر وہ اپنے گناہ کا اقرار کریں گے سو دوزخیوں پر پھٹکار ہے۔

اللّٰھم لا تجعلنا منھم آمین

ضروری اعلان

جو حضرات ہفتہ وار خدام الدین میں اشاعت کے لئے مضامین لکھنے کی تکلیف گوارا فرماتے ہیں۔ ایسے حضرات کو یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ ہفتہ وار خدام الدین شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ کی دینی علمی اخلاقی اور اصلاحی خدمات کی یادگار ہے اس کے شایان شان مضامین بھیج کر ادارہ کو ممنون فرمائیں۔

(امین الحق عفی عنہ)

احباب ملتان متوجہ ہوں

ملتان میں خدام الدین کے پرانے خادم حکیم امیر علی صاحب کے بہت سی بقایا رقوم خریداران اور ایجنٹوں کے نام ہیں ـــــ براہِ نوازش ان کے واجبات کو ادا فرمائیں حقوق العباد کا معاملہ بہت ہی سخت ہے اللہ تعالےٰ ہمیں صفائی معاملات کی توفیق بخشیں (آمین)

قرار داد

خواتین کا یہ اجتماع حکومت مغربی پاکستان سے پر زور مطالبہ کرتا ہے کہ عائلی قوانین جو کہ قرآن و حدیث کے سراسر منافی ہیں۔ فوری طور پر منسوخ کئے جائیں اور چند بے پردہ عورتوں کی بجائے کروڑوں باپردہ خواتین کے جذبات کا احترام کریں (خواتین اسلام۔ شکر گڑھ

نقد و نظر

حافظ نور محمد انور

نبیؐ و صدیقؓ

از سید نور الحسن بخاری

صفحات ۲۹۰ کاغذ سفید ٹائٹل خوبصورت کتابت و طباعت عمدہ قیمت تین روپے علاوہ محصولڈاک ـــــ ملنے کا پتہ دار التصنیف والاشاعۃ ۱۴۔ بی شاہ عالم لاہور

اس کتاب میں نبی کریمؐ اور صدیق اکبرؓ کی سیرتِ طیبہ و طاہرہ میں کامل اتحاد و تشابہ کے پورے دوسو ایمان افروز مناظر و دلنواز جلوے درج کئے گئے ہیں۔ محترم شاہ صاحب نے بڑی کاوش سے اس کتاب کو ترتیب دیا ہے اور اس موضوع پر اپنے مخصوص و منفرد انداز میں قلم اٹھایا ہے

صفحہ ۹ پر افتتاح کے عنوان سے لکھتے ہیں

"یار غار نبیؐ، خلیفہ رسولؐ سیدنا صدیق اکبرؓ کی حیات مقدسہ و سیرت مطہرہ کا امتیازی وصف اور مخصوص جوہر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ سے کامل توافق و تشابہ اور مکمل یک رنگی و ہم آہنگی ہے، اخلاق نبوی و سیرت مصطفوی سے تخلق و تشبہ کی نعمت و سعادت سے جو بہرہ وافر آپ کو ملا ہے وہ اور کسی کو نہ مل سکا اور اس اعتبار سے آپ اصحاب رسول کی پوری جماعت میں ماشاء اللہ منفرد نظر آتے ہیں

اگر آپ حضرت ابوبکر رضؓ کی پوری زندگی خصوصًا زمانۂ خلافت کو بنگاہ تعمق دیکھیں گے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ انہوں نے وہ کام کبھی نہیں کیا جو نبی کریمؐ نے نہیں کیا۔ اور جو کام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا وہ بہر حال آپ نے کیا اور ہر قیمت پر کر کے چھوڑا

صفحہ ۲۵ پر لکھتے ہیں

بحث و منطق اور دلائل و براہین کا دفتر تہ کر کے فکر و تدبر کے ہتھیار ڈال کر آخر ہمیں اقرار و اعتراف کرنا پڑے گا کہ:۔

نبی کریمؐ اور صدیق اکبرؓ کی پوری حیات میں حیات و وفات میں بلکہ بعد از وفات بھی، دنیا و برزخ میں عاقبت و آخرت میں قدم قدم پر یہ وحدت و یکرنگی اور بات بات میں تشابہ و ہم آہنگی قدرت کا ایک سربستہ راز ہے۔ جسے عقل انسان کبھی نہیں پاسکتی! یہ ایک گتھی ہے جسے انسانی خرد کبھی نہیں سلجھا سکتی! یہ ایک عقدہ ہے، جسے ناخن فکر و تدبر کبھی وا نہیں کرسکتا! کتاب کیا ہے ایک گوہر نایاب ہے۔ شائقین حضرات مندرجہ بالا پتہ پر خط لکھ کر منگوالیں ورنہ دوسرے ایڈیشن کا انتظار کرنا پڑے گا ــــ

آرڈر جلد از جلد دیجئے ــــ

اشارات

حضرت مولانا عبدالمومن الفاروقی

کئی سال کی بات ہے کہ رائٹر نے روس سے آئی ہوئی یہ خبر بڑی شد و مد کے ساتھ دنیا کو سنائی تھی کہ وہاں کے سائنس دانوں نے مشرقی ایشیا کے کسی بہ فیلے مقام پر ڈھائی ہزار سال پہلے کی دفن شدہ لاشیں برآمد کی ہیں، خبر میں یہ بھی بتایا گیا تھا کہ ان لاشوں میں مصری ممیوں کی طرح بہت سے مسالے لگے ہوئے تھے، وہیں اس پارٹی کو بہت سے سونے کے زیورات، زر دوزی کپڑے اور تار کے باجے وغیرہ بھی دستیاب ہوئے تھے۔

پارٹی کو قلعہ کی گہری کھدائی میں ایک محفوظ عمارت بھی ملی جس میں چند گھڑے اور کونڈے رکھے ہوئے تھے اور ان میں مختلف قسم کا غلہ اور جڑی بوٹیاں قرینے سے بھری ہوئی تھیں ایک وسیع دالان میں چار ایسی میزوں کا بھی ذکر کیا گیا تھا جن پر کھانا چنا ہوا تھا

رائٹر نے اس خبر کو بہت ہی اہم سمجھا اور دنیا نے حیرت و استعجاب کے ساتھ سنا تھا لیکن جن لوگوں نے تاریخ اسلام کا مطالعہ کیا ہے وہ ایسی خبروں کو بالکل اہمیت نہیں دے سکتے۔

یہاں تو یہ مقام بھی برفیلا تھا اور لاشیں بھی کیمیاوی طریقہ سے محفوظ کر دی گئی تھیں۔ مگر وہاں کوئی کیا کہے گا۔ جہاں نہ تو یہ مسالے وغیرہ لگائے گئے ہوں اور نہ اجزائے ارضیہ میں لاشوں کو محفوظ رکھنے کی کوئی صلاحیت وغیرہ نظر آتی ہو، مثلاً سلطان صلاح الدین کے زمانے میں عیسائیوں کا وہ وحشیانہ منصوبہ جو انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ مقدسہ کے متعلق باندھا تھا، مگر اس کے نتائج کیا سامنے آئے اسے مورخ ہی کی زبان سے سنیئے!

سلطان صلاح الدین کے زمانہ میں عیسائیوں کی ایک ٹولی نے تارک الدنیا درویش بنکر مدینہ منورہ کی آبادی سے باہر رہتے ہوئے، روضہ مقدس کے ساتھ کچھ بے حرمتی کا ارادہ کیا تھا اور چاہا تھا کہ اس سرزمین کے مقدس سکونت پذیروں کے اجسام مبارکہ کو کہیں اور اٹھا لے جائیں اور ادھر ادھر منتشر کر کے مسلمانوں کی مرکزیت کا قلع قمع کر دیں

مختصر یہ کہ یہ بڑی بھاری سرنگ کھد کر تیار ہو گئی اور قریب تھا کہ یہ انسان نما خبیطان اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائیں بذریعہ خواب بادشاہ وقت پر اس کا سارا حال منکشف ہو گیا

چنانچہ جب روضۂ مقدسہ کے اندر گھس کر دیکھا گیا تو معلوم ہوا کہ یہ سرنگ نہ صرف ان مقدس قبروں تک ہی پہنچ چکی ہے ایک لاش مبارک کے پاؤں کی چھنگلیاں سے تازہ تازہ خون کا رنگین فوارہ بھی چھوٹا ہوا ہے۔

مؤرخین نے اسی وقت تحقیق کر کے یہ بات بھی صاف کر دی تھی کہ یہ قبر مبارک امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی تھی۔

یہ ان ستودہ صفات بزرگ کی حیات برزخی کی ایک جھلک ہے جنہیں مسلمان اپنا مقتدا و پیشوا سمجھتے ہیں اور تاریخ اسلام جنہیں خلیفہ ثانی رضی اللہ تعالے عنہ بتاتی ہے جن کے فیصلوں کو قیامت تک لوگ مسلم مانیں گے

اور سنیئے!

علامہ ابن الجوزیؒ نے بصرہ کے واقعات قلمبند کرتے ہوئے لکھا ہے کہ وہاں ۲۷۰ھ میں اچانک ایک ٹیلہ پھٹ گیا جس میں سات پختہ قبریں بالکل برابر برابر بنی ہوئی نمودار ہو گئیں یہ ساتوں لاشیں بالکل صحیح و سالم تھیں اور ان کے کفن بھی بالکل ویسے ہی تہہ زرد نظر آ رہے تھے۔ ان ساتوں میں ایک لاش کسی جوان آدمی کی بھی تھی۔ علاوہ اس کے کفن سے بہت ہی تیز قسم کے مشک کی خوشبو بھی محسوس ہو رہی تھی! اس کے سر پر بڑے بڑے بال تھے۔ اور ہونٹ سے تری کا اثر اس قدر زائد نمایاں تھا کہ جو دیکھتا تھا وہ یہ کہہ اٹھتا تھا کہ شاید یہ شخص ابھی ابھی پانی پی کے لیٹا ہے۔

ان جنتی بزرگ کی دونوں آنکھیں کھلی ہوئی تھیں۔ اور آنکھوں میں سرمہ کی چمک سب کو اندھا کئے دیتی تھی۔ اور پیٹ کے نیچے ضرب کا گہرا نشان بھی لگا ہوا تھا جس سے خون کی سرخی اور تری نمودار ہو رہی تھی۔ بعض لوگوں نے تبرک کے طور پر اس کے بال اتارنے کا بھی قصد کیا

تھا۔ چنانچہ سر میں ہاتھ لگانے سے انھیں اندازہ ہوا کہ وہ ایسے ہی سخت ہیں۔ جیسے کسی زندہ آدمی کے ہوتے ہیں۔

اسی طرح امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضؓ اور دوسرے بہت سے اکابر کے متعلق واقعات بھی ہماری تاریخ میں درج ہیں۔

اور سنیئے؟

امام مالکؒ نے اپنی حدیث کی مشہور کتاب مؤطاء میں لکھا ہے کہ اُحد پہاڑ کے پیچھے جو برساتی نالہ بہتا ہے ایک دفعہ اس نے شدت اختیار کی اور پانی تیزی کے ساتھ بہنے لگا تو غزوۂ اُحد کے بعض شہیدوں کی لاشیں بھی باہر نکل آئیں ان لاشوں سے تازہ تازہ خون بہہ رہا تھا، اور بالکل ایسا معلوم ہوتا تھا۔ جیسے ابھی ابھی انہیں دفن کیا گیا ہے۔ یہ واقعہ اموی دور حکومت کا ہے اور غزوۂ اُحد کو پیش آئے برسہا برس گزر چکے تھے۔

اودھ کے آخری دورِ حکومت میں مولانا امیر علی شہید کا واقعہ بھی کتب تاریخ میں دیکھئے اور یاد رکھنے کے قابل ہے

سیّد کمال الدین حیدرآبادی باوجود اختلاف مذہب اور اپنے روایاتی تعصب کے دو ایک باتیں عجیب و غریب لکھ گئے ہیں

ارشاد ہوتا ہے۔

"مولوی صاحب اس باغ میں ۱۷ یا ۱۸ آدمی سے اپنے سجادے پر مشغول نماز تھے تلنگوں نے دور سے جمعیت لوگوں کی دیکھ کر دفعتہً ایک توپ ماری، آم کے درخت سے لگ کر بڑا ٹہنہ سر پر نمازیوں کے گرا۔ بعد اس کے تلنگے یورش کر کے گولیاں مارنے لگے۔

مولوی صاحب اپنے سجادے پر رو بقبلہ گرے اور ابتداء سے یہ بھی انکی دعا تھی کہ میں کسی مسلمان کے ہاتھ سے نہ مارا جاؤں۔ خدا نے ان کی دعا مستجاب کی، باقی نمازی گرد ان کی نعش کے پڑے تھے مثل بنات النعش ... ایک تلنگہ مولوی صاحب کا سر کاٹ لایا۔ باربو نے اسی وقت از راہ فخر و فتح و فیروزی سمجھ کر روانہ سرکار دربار واجدی میں کیا، جب حضور عالم کو خبر ہوئی حکم کیا یہاں کیوں سر کو لائے ہو، اب چاہتے ہو۔ لکھنؤ میں بھی کوئی ہنگامہ برپا ہو حکم ہوا کہ اس سر کو دھڑ کے ساتھ جا کر بعد ملاحظہ کرانے بڑے صاحب کے دفن کر دو،

دبہ ڈر سے کہ اگر پھیر کر لے جاویں گے مبادا

کوئی مجاہد اسے دیکھ کر چھین لے اور ہمیں مار ڈالے ، بڑے صاحب کو ملاحظہ کرا کے معلوم نہیں کہاں سر کو پھینک سید صاحب بارودصاحب کے پاس چلے گئے ، اس کا سبب تو ظاہر ہے کہ مولوی صاحب متواتر کہتے تھے کہ میں نے سر راہ خدا میں دیا ہے ۔ پھر ان کا سر جسم سے کیونکر مل کر دفن ہوتا مگر یہ بات فہم عوام سے باہر ہے ۔ ۔ ۔"

کمال الدین حیدر نے تواریخ اودھ میں اس قصہ کے ذیل میں ایک یہ واقعہ بھی لکھا ہے "ایک امر عجیب یہ ہے کہ بعد دو مہینے اس معرکے کے جب زمیندار وہاں کے ایک گنے کے کھیت کو کاٹتے تھے اس میں ایک شخص کو دیکھا کہ چار زانو اسلحہ حرب لگائے بیٹھا ہے اور ایک بندوق اس کے ہاتھ میں ہے ۔ لیکن گولی سے اس کا کام تمام ہو چکا ہے ۔ اس کے دیکھنے کو بہت سے زمیندار اور مسافر جمع ہوئے تماشائے قدرت خدا دیکھتے تھے ، پھر اسے وہیں دفن کر دیا گیا ۔"

مصنف مذکور نے نواب جعفر علی خاں آف فیض آباد کے حوالہ سے لکھا ہے کہ صرف موقع واردات پر ۱۱۲ مجاہدین نے شربت شہادت نوش کیا ، مجروحین کا کچھ حساب نہیں اور پھر اس کے بعد آٹھ دس کوس تک بھاگتے ہوئے چھ سو مجروحین مفرور الگ تہ تیغ ہوئے ۔ اور اس کے مقابلے پر فوج سلطانی کے مجموع مقتول و مجروح ۱۲۵۰ آدمی ہوئے رسولی ضلع بارہ بنکی میں ایک مجذوب سے ان شہداء کے بارے میں کسی نے پوچھا تھا تو انہوں نے جواب دیا ۔ وانہ علی ذالک لشہید جس کے اعداد ۱۲۷۲ ہوتے ہیں اور یہی سن ہجری ہے جس میں یہ واقعہ خونیں پیش آیا تھا ۔

مصنف مذکور کے آخری الفاظ یہ ہیں جب انقلاب سلطنت ہوا ایک شخص نے دیوان حافظ سے تفاول کیا یہ شعر نکلا ؎

دیدی کہ خون ناحق پروانہ شمع را
چنداں اماں نہ داد کہ شب را سحر کنند

خدام الدین کا تازہ پرچہ

۱ - گلہڑہ گلی (مری) ، محمد غالب سے خریدیں
۲ - انصاری بکڈپو پرنس روڈ (کوئٹہ)
۳ - محمد اسماعیل محمد اشرف عطار (چوہڑ کانہ)
۴ - ممتاز نیوز ایجنسی - جہانگیرہ پشاور
۵ - حاجی سید عبدالجبار (منگورہ)

ارسلہ مولانا محمد عبداللہ صاحب بجکہ

سرائے دہر

یہ نظم سید مسعود علی صاحب آزاد امام الصلوٰۃ حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کے والد مرحوم کی کاوش فکر کا نتیجہ ہے ۔ قطب العالم حضرت رائے پوری قدس سرہٗ یہ نظم اکثر آزاد صاحب سے سنا کرتے تھے ۔ تبرکاً ہدیہ قارئین کرام کی جا رہی ہے (ادارہ)

یہ سرائے دہر مسافرو ، بخدا کسی کا مکاں نہیں
جو مقیم اس میں تھے کل یہاں کہیں آج ان کا نشاں نہیں
یہ رواں عدم کو ہے کارواں بشر آگے پیچھے ہیں سب رواں
چلے جاتے سب ہیں کشاں کشاں کوئی قید پیر و جواں نہیں!
نہ رہا سکندر ذی حشم نہ رہے وہ دارا اور جم
جو بنا گیا تھا یہاں ارم تہ خاک اس کا نشاں نہیں
نہ سخی رہے نہ غنی رہے نہ ولی رہے نہ نبی رہے
یہ اجل کا خواب وہ خواب ہے کوئی ایسا خواب گراں نہیں!
یہ ہے موت ایک عجیب سر کہ صفائے عقل ہے واں کدر
یہ ہے تیرے وقت کی منتظر تجھے اس کا وہم و گماں نہیں
وہ جھپٹ کے تجھ پہ جب آئیگی تو بنائے کچھ نہ بن آئیگی!
یہ عزیز جاں یوں ہی جائے گی کہ قضا سا پیک رواں نہیں
مگر اک حیات حیات ہے وہی جس میں سب کی نجات ہے
یہی بات سننے کی بات ہے اسی بات کا تو دھیان نہیں
جو نبیؐ کے عشق کا خار ہے وہ گلوں کا تاج وقار ہے
یہی ایک ایسی بہار ہے کبھی جس میں دورِ خزاں نہیں

نوٹ :- جواب طلب امور کے لئے جوابی کارڈ یا لفافہ کا آنا نہایت ضروری ہے ۔

عورتوں کا صفحہ

حضرت امِ سلیم رضی اللہ عنہا

مسلمان عورتوں کیلئے ایک نمونہ

یہ حضرت ام سلیم بنت ملحان انصاریہ ہیں جو خادم رسول اللہ حضرت انس رض کی والدہ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی رضاعی ماں یا خالہ ہوتی ہیں ، ان کا شمار اَلسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ (مہاجرین اور انصار میں سے اوّل اول اسلام لانے والوں) میں ہے ، انہوں نے اسلام اور مسلمانوں کی بڑی خدمت کی ہے اور کلمۃ الحق کو بحق کو بلند کرنے کے لئے جہاد و غزوات میں بھی شریک ہوئی ہیں ، غزوۂ حنین میں حاضر ہوئیں تو ایک خنجر ان کے ہاتھ میں تھا ، ابوطلحہ رض نے کہا یا رسول اللہ ! یہ دیکھئے ام سلیم خنجر لئے ہوئے آئی ہیں ، ام سلیم بولیں " ہاں اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اگر کوئی مشرک قریب آیا تو اسی سے اس کا پیٹ پھاڑ دوں گی ۔ حضرت انس رض کہتے ہیں غزوۂ احد میں میں نے دیکھا کہ حضرت عائشہ رض اور ام سلیم رض کپڑا سمیٹے ہوئے بڑی مستعدی سے غازیوں اور مجاہدوں کی خدمت میں لگی ہوئی ہیں ، اپنی پیٹھ پر پانی سے بھری ہوئی مشک لاد لاد کر لاتی ہیں اور لوگوں کو پلاتی ہیں ۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو ام سلیم اپنے ہونہار فرزند حضرت انس کو لے کر خدمت نبوی میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ ! یہ میرا بیٹا انس رض ہے ، میں اسے آپ کی خدمت کے لئے آپ کے حوالہ کرتی ہوں ، آپ اسے قبول فرمائیں اور اس کے لئے دعائے خیر فرمائیں ، اُس وقت حضرت انس رض دس سال کے تھے ، آپ نے یہ پیش کش قبول فرمائی اور حضرت انس رض کے لئے عمر اور مال و اولاد میں برکت اور مغفرت کی دعا فرمائی ، حضرت انس کہتے ہیں کہ اس دعا کی برکت یہ ہوئی کہ میں اپنے ہاتھوں اب تک اپنی ایک سو تین اولاد دفن کر چکا ہوں اور میرا باغ سال میں دو مرتبہ پھل لاتا ہے اور میری عمر اتنی لمبی ہوئی ہے کہ مجھے لوگوں سے شرم آتی ہے اور آپ کی دعائے مغفرت کے سبب خدا تعالیٰ سے اپنی مغفرت کا امیدوار ہوں ۔

ایک دوسری روایت میں حضرت انس رض کا بیان ہے کہ میری بیٹی نے مجھے بتایا کہ بصرہ میں حجاج کی تاریخ آمد تک میری ایک سو بیس اولاد دفن کی جا چکی ہے ،

حضرت ام سلیم اور ان کی بہن ام حرام کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گہری محبت و عقیدت اور بڑا تعلق خاطر تھا ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان دونوں کے گھر بہت جایا کرتے تھے ، یہ لوگ جو کچھ میسر ہوتا کھانے پینے کے لئے آپ کی خدمت میں حاضر کرتیں اور آپ کو آرام کرنے کے لئے بستر بچھا دیتیں ، آپ وہیں کچھ دیر آرام فرماتے ، آپ کے جسم اطہر سے جو پسینہ نکلتا اور کنگھی وغیرہ کرنے سے جو بال گرتے ، حضرت ام سلیم اسے بطور تبرک شیشی میں رکھ لیتیں اور اپنی خوشبو میں ملا لیتیں ۔ آپ نے حجۃ الوداع میں جو بال منڈائے تھے اسے بھی ابوطلحہ رض نے لاکر ام سلیم کو دیدیا تھا اور انہوں نے شیشی میں رکھ لیا تھا ۔

حضرت ام سلیم رض جب اپنی قوم کے ساتھ اسلام لائی ہیں اس وقت مالک ابن نضر کی زوجیت میں تھیں جن سے حضرت انس رض پیدا ہوئے تھے ، ام سلیم نے کوشش کی کہ مالک بھی مسلمان ہو جائے اُسے سمجھایا بجھایا اور اس پر دعوت اسلام پیش کی ، مگر یہ سیدھی سی بات اس کی سمجھ میں نہ آئی اور وہ ام سلیم رض پر خفا ہو کر ملک شام چلا گیا ، اور وہیں فوت ہو گیا

مالک کے چلے جانے کے بعد ابو طلحہ رض نے پیغام نکاح دیا مگر ام سلیم رض نے یہ کہہ کر ان کا پیغام رد کر دیا کہ " ابوطلحہ ! میں مسلمان ہو چکی ہوں اور تم کافر ہو ابھی ہم میں ، تم میں بڑی دوری ہے ، پھر میں کیسے تمہاری زوجیت میں آ سکتی ہوں ، ہاں اگر تم بھی مسلمان ہو جاؤ اور رسول اللہ ؐ کے ہاتھ پر بیعت کر لو تو البتہ میں تمہاری زوجیت میں آ سکتی ہوں اور یہی تمہارا اسلام لانا اپنا مہر سمجھ لوں گی اور اے ابو طلحہ ! ذرا سوچو بھی تو سہی کہ وہ لکڑی جو زمین سے اُگتی ہے اور تم اسے اپنے ہاتھوں ہی گڑھ کے دیوی اور دیوتا بناتے ہو ، پھر اسی کے آگے اپنی پیشانی ٹیکتے ہو اور سر نیاز خم کرتے ہو ، کیا تمہیں اس حرکت پر شرم نہیں آتی ، ابوطلحہ ! ذرا ہوش کرو اور یہ لغویات چھوڑ کر دین حق میں آ جاؤ " ۔

ابوطلحہ رض نے جواب دیا ، اچھا میں اس پر غور کروں گا " ۔ چنانچہ وہاں سے گھر گئے ، پھر آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کلمہ پڑھ کر دین حق میں داخل ہو گئے ۔ ام سلیم رض نے حضرت انس رض سے کہا " چلو میں ابوطلحہ رض سے نکاح پڑھا لوں " چنانچہ نکاح پڑھا گیا اور دونوں میں رشتہ زوجیت قائم ہو گیا ۔

انھیں حضرت ابوطلحہ رض سے ام سلیم رض کو ایک ہونہار اور خوبصورت سا لڑکا ہوا ، جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو عمیر کہہ کر پکارا کرتے تھے اور اس سے بڑی خوش طبعی فرمایا کرتے ، حضرت ابوطلحہ رض کو اپنے اس لاڈلے بچے سے بڑی محبت تھی جب وہ ذرا چلنے پھرنے کے لائق ہوا تو بیمار ہو گیا حضرت ابوطلحہ رض کو اس کا بڑا رنج ہوا ، وہ بے چینی میں کبھی آنحضور ؐ کے پاس جاتے ، کبھی بچہ کے پاس گھر پہنچتے ، ایک دن شام کو وہ آنحضور ؐ کے پاس گئے ہوئے تھے ، ادھر بچہ جاں بحق ہو گیا ۔ حضرت ام سلیم رض نے سوچا کہ ایسا نہ ہو ابوطلحہ رض سنیں تو غم کی تاب نہ لا سکیں اور بے صبری کی کیفیت پیدا ہو جائے جو خدا و رسول کی ناراضگی کا سبب ہو ، لہٰذا مناسب یہ ہے کہ اس وقت ان سے یہ خبر مخفی رکھی جائے ، انہیں مطمئن کرنے کے بعد قاعدہ سے بتا دیا جائے ، چنانچہ ام سلیم رض نے راضی برضا ہو کر بچہ کو نہلایا دھلایا اور کفن پہنا کے گھر کے ایک گوشہ میں رکھ دیا اور خود کپڑے وغیرہ پہن کر بن ٹھن گئیں اور کھانے کا انتظام کیا ، جب ابوطلحہ رض خدمت نبوی ؐ سے واپس آئے اور بچہ کی خیریت پوچھی تو ام سلیم رض نے کہا اس کی بے چینی ختم ہو گئی ہے اور اسے آرام مل گیا ہے ، ابوطلحہ رض نے سمجھا کہ طبیعت ٹھیک ہو گئی ہے اطمینان سے شام کا کھانا کھایا اور آرام سے رات گزری ، جب صبح غسل سے فارغ ہو کر نماز فجر کے لئے مسجد جانے لگے تو ام سلیم رض

باقی ص۲۰

بقیہ: مجلس ذکر صفحہ ۴ سے آگے

طرح متبع ہو۔ تو اس سے رشتۂ بیعت جوڑنا چاہیئے۔ ورنہ اس کے قریب بھی نہ پھٹکنا چاہیئے۔ ہمارے حضرت رحمۃ اللہ علیہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ اگر کوئی شخص آسمان میں اُڑتا ہوا آئے، مُنہ میں انگارے چبائے لاکھوں مرید پیچھے لگا کر لائے لیکن سنت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے رنگ میں رنگا ہوا نہ ہو تو ایسے شخص کی طرف نگاہ اٹھاکر دیکھنا حرام ہے اور اگر ایسے شخص سے بیعت ہو جائے تو توڑنا فرض عین ہے

شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصنیف شفاء العلیل میں پیرو مرید کے فرائض پر روشنی ڈالی ہے اسی طرح سید ہجویری معروف بہ حضرت داتا گنج بخش علیہ الرحمۃ نے کشف المحجوب میں اور سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی رحمۃ اللہ علیہ نے غنیۃ الطالبین میں پیرو مرشد کے خصائص رقم کئے ہیں۔ ہمیں ان بزرگوں کے نقش قدم پر چل کر اپنی منزل کی طرف بڑھنا چاہیئے اور ان کے ارشادات کی روشنی میں پیر کا انتخاب کرنا چاہیئے تاکہ ہم تزکیۂ نفس کی نعمت عظمٰے سے بہرہ ور ہو سکیں۔ لیکن آج کل معاملہ ہی اور ہے جسے دیکھو پیر بنا بیٹھا ہے۔ نہ کتاب وسنت کا علم ہے۔ اور نہ اس پر عمل مگر ہیں جاہلوں کے نزدیک ولی اللہ پھر خاندانی پیری ومریدی کا سلسلہ چلتا ہے۔ خواہ پیر صاحب کی اولاد بڑی ہی نکل آئے، کنجریوں سے یارانے لگائے۔ داڑھی صفاچٹ ہو، شراب کی بوتل ہاتھ میں رکھے مگر پیری میں فرق نہیں آتا ۔۔ یہی حال اکثر سجادہ نشینوں کا ہے۔ ان کے اسلاف تو بہت بڑے اہل اللہ میں سے تھے۔ موحد تھے، متبع کتاب وسنت تھے اور جب شیطان ان کی مجلس میں آتا تھا تو اُسے جوتے پڑتے تھے مگر اب حال یہ ہے کہ انہیں کی قبروں پر سجدے ہوتے ہیں، چڑھاوے چڑھائے جاتے ہیں، ڈھول ڈھمکے اور سازوں کی آواز سے در و دیوار گونجتے ہیں، کنجریوں کے ناچ ہوتے ہیں۔ مگر سجادہ نشین ہیں کہ ٹس سے مس نہیں ہوتے بلکہ داد عیش دیتے ہیں اور اس طرح شیطان ننگے ناچ ناچتا ہے العیاذ باللہ

ہمارے حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ شیطان اصل میں بزرگوں کی اولاد سے بدلے لیتا ہے اور حالات شاہد ہیں کہ یہ ٹھیک ہے اللہ تعالیٰ ہمیں دین کی سمجھ عطا فرمائے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

برادران محترم!

اس دور میں جب کہ حالات ناگفتہ بہ ہیں، ہر طرف بے حیائی کا سیلاب امڈ رہا ہے، دین کے نام پر بے دینی کو فروغ دینے میں شیطان کے ایجنٹ پوری طرح منہمک ہیں ضروری ہے کہ اہل اللہ کی صحبت میں رہ کر اصلاح حال کی جائے اور آخرت کی فکر کی جائے۔

اپنے نفس کا محاسبہ کرنا اہل اللہ کی صحبت میں ہی انسان کو آتا ہے۔ انسان کو چاہیئے کہ وہ اپنے گناہوں کا سائن بورڈ بنائے اور صبح شام اس پر نظر کرے دن کے گناہ رات کو دیکھے اور استغفار کرے اور رات کے گناہوں کو صبح دیکھ کر اللہ سے معافی مانگے۔ پھر نہ صرف اپنے آپ کو درست کرے بلکہ دوسروں کو بھی نیکی کی تبلیغ شد ومد سے کرے تاکہ معاشرہ کی اصلاح ہو حدیث میں آتا ہے رحمت دو عالم ارشاد فرماتے ہیں

الدال علی الخیر کفاعلہ

جو نیکی کرتا ہے اور دوسرے کو نیکی پر لگاتا ہے اُسے اس کے نیک اعمال میں حصہ ملتا ہے اور اس کی نیکی جاری رہتی ہے، چنانچہ جہاں تک بس چلے آدمی کو تبلیغ حق میں سرگرم عمل رہنا چاہیئے ۔۔ کیونکہ ہر شخص کو اپنے لواحقین کے متعلق باز پرس ہوگی اور اسے ان کے لئے بارگاہ خداوندی میں جواب دہ ہونا پڑیگا

محترم حضرات! قرآن کا خلاصہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ بندہ سے توڑ اللہ سے جوڑ۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اسے حال بنانے کی توفیق فرمائے۔ اور یہ حال فقط انہیں اولیائے عظام اور علمائے ربانی کی صحبت میں بن سکتا ہے۔ جن کے ایک ہاتھ میں قرآن اور دوسرے حدیث خیر الانام ہو۔ وما علینا الا البلاغ۔

بقیہ: احادیث الرسول صفحہ ۲ سے آگے

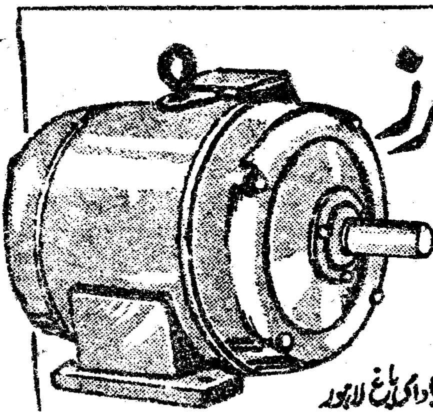
آپ کے اردگرد بیٹھ گئے، اس وقت آپ کے پاس چوبدستی نوکدار تھی آپ نے سر نیچے جھکا لیا، اور لکڑی سے زمین کریدنی شروع کی، پھر فرمایا، کہ تم میں سے کوئی شخص نہیں مگر یہ کہ اس کا ٹھکانہ دوزخ یا جنت میں سے لکھ دیا گیا ہے صحابہ نے عرض کیا، یا رسول اللہ پھر کیوں نہ ہم اپنے لکھے پر بے فکر ہو جائیں، آپ نے فرمایا عمل کئے جاؤ۔ کیونکہ ہر ایک کے لئے وہ چیز آسان کر دی گئی ہے۔ جس کے لئے وہ پیدا کیا گیا اور پھر بقیہ حدیث بیان کی (بخاری مسلم)

بقیہ: محور کا صفحہ ۱۹ سے آگے

بن جاتا ہے شخص انسانی کی طرح یہ "شخص" شہر۔ بھی کبھی تندرست ہوتا ہے کبھی بیمار اور بیماری کبھی اندرونی سبب کی وجہ سے ہوتی ہے جیسے لوگوں میں لین دین کی خرابی پیدا ہو جائے دوسروں سے چیزیں تو زیادہ لیں لیکن دیں کم، اور کبھی بیرونی سبب کی وجہ سے بیماری پیدا ہوتی ہے جیسے کوئی دشمن حملہ کردے شہری انتظام کو چلانے کے لئے ایک نظام کی ضرورت پڑتی ہے اس کی خاطر ٹیکس بھی لگانا پڑتا ہے۔ اس نظام کے کئی شعبے ہوتے ہیں مثلاً پولیس، فوج، عدالت اور عام لوگوں کی بھلائی کے مختلف کام۔

شہری نظام چلانے کے لئے تین صورتیں ہیں یعنی تھوڑی آبادی کے لئے پنچایت۔ ایک پیشے کے لوگوں کے لئے اپنے اپنے چودھری کی حکومت اور ساری قوم کے لئے عقلمند لوگوں کا اجتماع یعنی پارلیمنٹ۔ اس طرح قومی حکومت بنتی ہے شہری یا قومی زندگی کی یہ حالت ترقی کا تیسرا درجہ ہے۔

تبلیغی دورہ
پروگرام حضرت مولانا عبیداللہ انور صاحب
۳ نومبر بہاولپور ——
۴ نومبر احمد پور شرقیہ ——



انسان کی ترقی کی چار منزلیں

بچوں کا صفحہ — مرتبہ — غازی خدا بخش

ارتفاقات! یعنی زندگی گزارنے کے طریقے، ہر سوسائٹی میں نہیں پائے جاتے کیونکہ آب وہوا اور زمین کی ساخت (بناوٹ) کے اختلاف سے انسانوں کے مزاج اور حالات مختلف ہوتے ہیں تمام انسانوں میں عقل بھی برابر نہیں ہوتی اور غور و فکر کی فراغت بھی ایک جیسی میسّر نہیں آتی اس لئے امام ولی اللہ دہلویؒ کے علم کے مطابق انسان کی ترقی کی چار منزلیں ہیں۔

۱- دیہاتی زندگی انسانی آبادی کی پہلی منزل ہے اس منزل میں انسان نے کھانے پینے کے طریقے دریافت کئے، بول چال کے لئے زبان پیدا کرلی حیوانوں سے کام لینا سیکھا، مکان بنایا، لباس کا استعمال شروع کیا یہ انسان کے لئے بنیادی ضرورتیں ہیں۔ بہترین سوسائٹی وہ ہے جس میں ہر فرد کی ضرورتیں بہترین طریقے سے پوری ہوتی ہوں کسی سوسائٹی میں تبدیلی کی ایک بہت بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ اس کی بنیادی ضرورتیں پوری نہیں ہوتیں۔

۲- قصباتی زندگی۔ جب انسان کی آبادی بڑھی تو اس نے بڑی بڑی بستیاں بسانی شروع کیں۔ آپس میں میل جول زیادہ ہوا اور ایک دوسرے کے خیالات اور تجربوں سے فائدہ اٹھایا جانے لگا عمدہ فراق کو پسند کرنے لگے عام لوگوں کی بھلائی سوچنے لگے اچھے اخلاق، اچھے سلوک کے اصولوں پر زیادہ غور کرنے لگے دیہاتی زندگی کی باتوں میں زیادہ صفائی، عمدگی اور آسانی پیدا کرنے لگے۔ امام صاحب فرماتے ہیں۔ انسان اس قصباتی زندگی میں اسی وقت ترقی کرسکتا ہے جب وہ بھوک پیاس سے فارغ ہو اور اس کی بنیادی ضرورتیں یعنی دیہاتی زندگی کی ضرورت کی تمام چیزیں اسے حاصل ہوں۔

واقعی خوراک، لباس، مکان، صحت اور تعلیم انسان کی ابتدائی ضرورتیں ہیں۔ ہمارے پیغمبر پاک صلے اللہ علیہ وسلم بھی فرماتے ہیں کہ پیٹ بھرنے کو روٹی تن ڈھانکنے کو کپڑا اور سر چھپانے کو جھونپڑا آدمؑ کی اولاد کے ہر کے لئے ضروری ہے ان کے حاصل ہونے کے بعد ہی انسان دوسری منزل یعنی قصباتی زندگی میں داخل ہوسکتا ہے

اس دوسری منزل کے پانچ شعبے ہیں

۱- کھانے پینے اور رہنے سہنے کا نظام اس وقت پیدا ہوتا ہے جب عمدگی عام بھلائی اور اچھے اخلاق کا خیال رکھا جاتا ہے۔ اور عام تجربوں کے ذریعے اچھے طریقے اختیار کئے جاتے ہیں البتہ عام ضرورتیں درمیانہ درجے کے خرچ سے پوری کی جاتی ہیں اور فضول خرچی سے پرہیز کیا جاتا ہے اس حکمت کو حکمتِ معاشیہ کہتے ہیں

۲- گھر کا نظام:۔ گھر بناکر انسان کو اپنے بال بچوں کے ساتھ کس طرح رہنا چاہیئے اس میں صحیح طور طریقے جاری کرنے چاہئیں۔ رشتہ داروں اور دوستوں کے ساتھ بھی اچھا سلوک ہونا چاہیئے اس حکمت کو حکمتِ منزلیہ کہتے ہیں

۳- انسانی پیشوں کا نظام:۔ یہ اس وقت پیدا ہوتا ہے۔ جب لوگ اپنی اپنی لیاقت حالات اور اسباب کے مطابق پیشے خصوصیت سے اختیار کرتے ہیں۔ اس طرح سوسائٹی میں پیشہ دارانہ تقسیم پیدا ہوجاتی ہے اس حکمت کو حکمتِ اکتسابیہ کہتے ہیں

۴- لین دین کا نظام: جب لوگ مل جل کر رہتے ہیں۔ لین دین، خرید و فروخت، بخشش اور قرض، ادھار کی ضرورت پڑتی ہے اس طرح آپس میں معاملہ کرنے سے یہ نظام پیدا ہوتا ہے اس حکمت کو حکمت تعاملیہ کہتے ہیں—

۵- امداد باہمی یعنی ایک دوسرے کی مدد کرنے کا نظام۔ جب آبادی زیادہ بڑھ جاتی ہے اور اور آپس میں ایک دوسرے کی مدد کی ضرورت پڑتی ہے تو دوسروں کے ساتھ مل کر کاروبار کیا جاتا ہے کسی کو وکیل بنایا جاتا ہے کسی کو کام کا ذمہ دار بنایا جاتا ہے۔ مزدوروں سے کام لینے کے سلسلے میں اس نظام کے اصول پیدا ہوتے ہیں۔ اس حکمت کو حکمت تعاونیہ کہتے ہیں

۳- دیہاتی اور قصباتی زندگی کے بعد شہری یا قومی زندگی کا درجہ ہے جب دوسرے درجے کی زندگی کے اصولوں پر لوگوں نے ترقی کی تو بڑے بڑے شہر بساکر رہنے لگے اور ایک دوسرے کی مدد کرنے اور آپس میں لین دین کرنے کی وجہ سے ان کے درمیان ایک قسم کا تعلق اور ربط پیدا ہوگیا

امام صاحب رح لکھتے ہیں کہ شہر سے مراد فصیل یعنی چار دیواری بازار اور عمارتیں نہیں بلکہ یہی تعلق اور ربط ہے جو بہت سے خاندانوں اور جماعتوں کے درمیان ایک جگہ رہنے سے پیدا ہوجاتا ہے اس تعلق کی وجہ سے ایک قسم کی وحدت پیدا ہوجاتی ہے اور سارا شہر ایک "شخص"

(باقی بر صفحہ ۱۸)

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴۷

The Weekly "KHUDDAMUDIN"

LAHORE (PAKISTAN)

چیف ایڈیٹر
عبیداللہ انور

منظور شدہ محکمہ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۷/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۷۳۰-۲۴۸۱ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء

خلاصۃ المشکوٰۃ مترجم

جس میں اعلیٰ درجہ کی صحیح حدیثیں ہیں اور اس پر قرآن شریف کی طرح اعراب ہیں ترجمہ نہایت ہی آسان اردو میں ہے۔ عورتیں سمجھ دار بچے اور معمولی اردو دان بھی آسانی سے پڑھ سکتے ہیں

ہدیہ مجلد ۸ محصولڈاک ۷۵ پیسے (مینیجر خدام الدین لاہور



الائیٹ انک

بلند معیاری ہی کے سبب مقبولِ عام ہے

ایس این پروڈکشنز، پوسٹ بکس نمبر 141 لاہور

خدام الدین

میں اشتہار دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں۔

(مینیجر)

انجمن خدام الدین لاہور کی طرف سے شائع شدہ

قرآن عزیز

بہ تجشیۂ جدیدہ

رنگین — دیدہ زیب

عکسی طباعت سے مزیّن

مرتبہ: حضرت مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کم و بیش ایک لاکھ کے مصرف سے تین سال کی محنتِ شاقّہ کے بعد چھپ کر تیار ہو گیا ہے۔

ھدیہ

مجلّد قسم اوّل	مجلّد قسم دوم	مجلّد قسم سوم
آفسٹ پیپر	کرنافلی سفید کاغذ	مکینیکل گلیز کاغذ
۲۰/- روپے	۱۲/- روپے	۹/- روپے

محصولڈاک دو روپے فی نسخہ زائد ہو گا۔

فرمائش کے ساتھ کل رقم پیشگی آنا ضروری ہے۔

وی۔پی نہ بھیجا جائے گا۔

تاجرانہ رعایت کے لیے لکھیں۔

ناظم شعبۂ تالیف و اشاعت انجمن خدام الدین دروازہ شیرانوالہ لاہور

قرآن مجید (سندھی ترجمہ)

شیخ المشائخ قطب الاقطاب اعلیٰ حضرت مولانا و سیدنا تاج محمود امروٹی نور اللہ مرقدہٗ

رعائتی ہدیہ

ہدیہ فی جلد ۵/۵ روپے ڈاک خرچ ۵۰/۱ روپے کل ۷/- روپے۔ پیشگی بھیج کر طلب کریں۔

فیروز سنز لمیٹڈ پرنٹرز لاہور میں زیر اہتمام مولوی عبداللہ انور پرنٹر اینڈ پبلشر چھپا اور دفتر خدام الدین اندرون شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا